رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

THE ALHAKAM QADIAN

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد (الہام مسیح موعود)

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی + دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

مدیر اعلیٰ:- شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی
مدیر مسئول:- شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

چندہ سالانہ
والیان ریاست سے ما
امراء و رؤسا سے [illegible]
معاونین سے عہ
عوام سے [illegible]
ممالک غیر سے [illegible]

مدینۃ المسیح
قادیان دار الامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

قیمت فی پرچہ ۲ر

جلد ۳۸ | ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ | پنجشنبہ | ۲۱ مارچ ۱۹۳۵ء | نمبر ۱۰

دار الامان کا ہفتہ

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر طرح اچھی ہے۔ اور حضور شب و روز ترقی سلسلہ کے لئے ہمہ تن مصروف ہیں۔

خاندان نبوت کے دیگر افراد بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیریت سے ہیں

مدرسہ تعلیم الاسلام۔ مدرسہ احمدیہ۔ نصرت گرلز ہائی سکول کا سالانہ امتحان ۱۸ مارچ سے شروع ہے

۱۹ مارچ کو بعد نماز ظہر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے حافظ محمد ابراہیم صاحب (امام مسجد دار الفضل) کی لڑکی صالحہ بیگم کا خطبہ نکاح پڑھا۔ نکاح مولوی محمد منیر مولوی فاضل سے مبلغ پانچسو روپے مہر پر ہوا۔ نکاح کے بعد تین اشخاص داخل سلسلہ ہوئے۔

تعمیرات کا سلسلہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑی سرعت سے ترقی کر رہا ہے۔ جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب کی شاندار کوٹھی کا کام خدا تعالیٰ کے فضل سے شروع ہو گیا ہے۔ مولوی ظہور حسین صاحب مبلغ لاہور۔ قاضی عبد المجید صاحب خلف الرشید ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب رضی اللہ عنہ اور مرزا عبد الغنی صاحب …… نائب ناظر بیت المال کی کوٹھیاں قریب الاختتام ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم کے دروازے ان کے مالکوں پر کھولے۔ اور اپنی برکات در و دیوار پر نازل فرمائے۔

مسجد دار البرکات۔ محلہ دار البرکات کے احمدیوں کی سعی اور کوشش کا نتیجہ ہے۔ مسجد کی چھت پڑ رہی ہے چند یوم تک مسجد کے اندر نماز ادا ہو سکے گی۔

نیشنل لیگ قادیان

جناب صوفی عبد القدیر صاحب بی۔ اے چونکہ بہت جلد تبلیغی اغراض کے ماتحت کسی ملک میں جانے والے ہیں اس لئے نیشنل لیگ کی صدارت کا قرعہ ہمارے مکرم دوست خان محمد صادق صاحب شبنم چارسدی جن کی نظمیں الحکم میں شائع ہوا کرتی ہیں پر پڑا۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ خان صاحب کو اس خدمت کے لئے برکت و قوت عطا فرمائے

ان کے ساتھ سکرٹری شپ کے لئے نظر انتخاب مولوی نذیر محمد صاحب مولوی فاضل پر پڑی ہے۔ مولوی قمر الدین صاحب کی خدمات نظارت دعوت و تبلیغ میں منتقل ہو گئی ہیں

درخواستہائے دعا

(۱) حضرت مفتی محمد صادق صاحب قبلہ ابھی تک بیمار چلے آتے ہیں۔ احباب ان کی صحت کاملہ کے لئے برابر ہر نماز میں دعا فرماتے رہیں۔ حضرت مفتی صاحب کا وجود سلسلہ کے لئے ایک نہایت بابرکت اور قیمتی وجود ہے

(۲) چودھری اللہ بخش صاحب مالک اللہ بخش سٹیم پریس قادیان کی اہلیہ صاحبہ بچہ پیدا ہونے کی وجہ سے سخت بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں

موسمی حالت

۲۰/۳/۳۵ کو معمولی ترشح ہوا بہار کی وجہ سے موسم نہایت خوشگوار ہے

دعائے مغفرت

جناب حسن صاحب رہتاسی کی والدہ صاحبہ ۱۲/۳/۳۵ کو انتقال فرما گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون مرحومہ بڑی مخلصہ تھیں۔ احباب ان کے لئے دعائے مغفرت کریں

الفرقان

سات جمعراتوں تک ہر جمعرات کو ہر ایک احمدی روزہ رکھے

احمدیت کا پیغام

فخر قوم چودھری ظفر اللہ خان صاحب کا لیکچر

مولوی عبد الوہاب صاحب عمر سکرٹری احمدیہ انٹر کالیجیٹ ایسوسی ایشن لاہور اطلاع دیتے ہیں۔ کہ جناب چودھری صاحب کا مہتم بالشان لیکچر جو "احمدیت کا پیغام" کے موضوع پر لاہور میں ہوا انگریزی میں چھپ رہا ہے تبلیغ کے لئے لاجواب رسالہ ہے۔ چھ آنے کے ٹکٹ بھیج کر مندرجہ ذیل پر منگوائیں۔ لیکچر اردو میں بھی شائع کیا جائے گا۔

(عبد المجید کارکن احمدیہ ہوسٹل لاہور)

دنیائے احمدیت

مسجد احمدیہ لنڈن میں عید ضحیٰ کی تقریب شاندار طور پر منائی گئی

لارڈ لوتھین کی صدارت میں سر فرانسس ینگ ہسبنڈ کی تقریر اسلام پر

لنڈن ۸ مارچ۔ سکرٹری صاحب مسجد احمدیہ لنڈن نے حسب ذیل تار بنام الفضل ارسال کیا ہے۔ کل مسلمانوں نے مسجد احمدیہ میں عید الاضحیٰ کی تقریب ادا کی۔ صبح کیوقت نماز ادا کی گئی۔ سر فرانسس ہسبنڈ نے پچھلے پہر اسلام کے موضوع پر تقریر کی۔ لارڈ لوتھین صدر تھے۔ دو صد سے زائد مہمان شریک ہوئے جن میں سے بیس مختلف ممالک کے قونصل اور سفراء تھے۔ تین لارڈ۔ آٹھ ممبران پارلیمنٹ۔ چار نائٹ۔ بارہ مختلف سوسائٹیوں کے سکرٹری اور چھ رویٹرین تھے۔ دو ریزولیوشنز پاس کئے گئے۔ جن میں ایک ہز میجسٹی ملک معظم کو ۲۵ سالہ دور حکومت پورا کرنے پر مبارکباد کے متعلق تھا۔ اور دوسرا سلطان ابن سعود شاہ حجاز کو قاتلانہ حملہ سے بال بال بچ جانے پر مبارکباد کا۔ ناشتہ کا بھی انتظام تھا۔

جاوا میں اشاعت احمدیت

حال ہی میں جماعت ہائے احمدیہ جاوا کی تبلیغی جدوجہد کے متعلق جو رپورٹ موصول ہوئی ہے۔ اس کا خلاصہ ناظرین کی دلچسپی کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے

منتظم اعلیٰ جماعت ہائے احمدیہ جاوا لکھتے ہیں:۔

فروری ۳۵ء سے ہم نے ایک کوٹھی کرایہ پر لے لی ہے جس میں چار سو کے قریب آدمی آ سکتے ہیں۔ اس کا کرایہ ماہوار ۷۰ گولڈن یعنی ۱۲۷/۸ روپے ہے۔ اس میں جناب مولوی رحمت علی صاحب جناب محی الدین صاحب جناب مراطی صاحب سکرٹری اور جناب شفقت صاحب اخبار نیر اسلام کے مینیجر رہتے ہیں۔ اس کوٹھی کے لینے پر لوگوں کی توجہ ہماری طرف بہت بڑھ گئی۔ مخالفت بہت زور پر ہے۔ جہاں جہاں جماعت قائم ہوئی ہے وہاں مخالفت ہو رہی ہے۔ اور خصوصاً علماء تو سمجھتے ہیں کہ احمدیت کی مخالفت کرنا ہی اسلام کی تعلیم ہے۔ عیسائیت بیشک پھیل جائے۔ دہریت بیشک تمام ملک کو تباہ کر دے کوئی پرواہ نہیں۔ مگر احمدیت نہ پھیلے۔ مولوی لوگ ہمارے پیچھے پڑے ہوئے ہیں سخت سے سخت گالیاں دیتے ہیں۔ مگر ہم ان کی گالیوں کا شرافت اور متانت سے جواب دیتے ہیں۔ عوام پر تو زیادہ اثر نہیں۔ مگر عقلمند لوگوں پر ہمارے اخلاق کا بہت اچھا اثر ہے اور عموماً شرفاء ہماری تائید میں ہیں۔ علماء عوام میں یہ فتنہ پھیلاتے ہیں کہ احمدی جماعت گورنمنٹ برطانیہ کی جاسوس ہے۔ اور ہزاروں روپے ماہوار اس سے لیتی ہے۔ سمجھدار طبقہ اس کی حقیقت کو خوب سمجھتے ہیں۔ اور جانتے ہیں کہ یہ محض شرارت ہے۔ اور لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کی جاتی ہے۔ جاوا میں جماعت احمدیہ کی تعداد کے متعلق ابھی تک ہم نے کوئی مستقل رجسٹر نہیں بنایا۔ اندازہ یہ ہے کہ خدا کے فضل سے تعداد کئی ہزار تک پہنچ چکی ہے

مشرقی بنگال میں عربی میں چودہ گھنٹے مناظرہ

۱۰ تاریخ کو ایک احمدی دوست نے اپنے ہاں دعوت دی اور بتایا کہ مستورات وعظ سننا چاہتی ہیں۔ میں نے تقریر شروع کی اور مولوی ظل الرحمان صاحب ترجمان ہوئے۔ اچانک غیر احمدی مولوی یکے بعد دیگرے کمرے میں داخل ہونا شروع ہو گئے۔ حتیٰ کہ تیس پینتیس کے قریب مولوی اور ایک بڑی تعداد غیر احمدیوں کی جمع ہو گئی۔ یہ سب کچھ ہمارے احمدی بھائی کے دوسرے غیر احمدی بھائیوں کی شہ پر ہوا۔ آخر مولویوں نے شور مچانا شروع کیا۔ اور غیر احمدیوں نے ہماری تقریر روک دی اور چاہا کہ سوال و جواب ہوں۔ اگرچہ اسوقت ہمارے پاس کوئی کتاب نہیں تھی تاہم ہم نے متوکل علی اللہ انہیں اپنی تمام ترکش خالی کرنے کی اجازت دیدی۔ برہمن بڑیہ کے عربی مدرسہ کا صدر المدرسین مولوی تاج الاسلام جسے اپنی علمیت کا بڑا غرہ ہے سامنے آیا اور بنگالی میں گفتگو کرنا چاہی۔ میں نے کہا کہ آپ اردو میں بات چیت کریں کیونکہ میں بنگالی نہیں جانتا۔ وہ کہنے لگا کہ آپ عربی سمجھتے ہیں۔ میں نے جواب دیا خدا کے فضل سے عربی جانتا ہوں۔ اسپر اس نے کہا مناظرہ عربی میں ہوگا۔ میں نے فوراً منظور کر لیا۔

غیر احمدی مولوی عربی بولنے سے عاجز آ کر اردو بولنے لگا۔ میں نے عربی میں اسے روک دیا۔ اسپر وہ کہنے لگا کہ لوگ عربی سمجھیں گے نہیں۔ میں نے کہا کہ جب آپنے عربی میں مناظرہ کا چیلنج دیا تھا۔ اسوقت لوگ عربی سمجھتے تھے؟ الغرض اس کی عجیب کیفیت تھی۔ آخر غیر احمدی پریذیڈنٹ نے اعلان کر دیا کہ ہم حقیقت کو پا گئے ہیں۔ مولوی تاج الاسلام کا خیال تھا کہ احمدی مولوی عربی نہیں جانتا مگر اب انہیں یقین ہو گیا ہے کہ وہ ان سے زیادہ جانتا ہے۔ اسپر غیر احمدی مولوی ٹوٹی پھوٹی عربی کے چند فقرات بول کر بیٹھ گیا۔ جس کا جواب خاکسار نے زبان عربی ایک مفصل تقریر میں دیا۔ اور اس کے بعد مولوی ظل الرحمن صاحب نے بنگالی زبان میں اس کا ترجمہ کیا۔ آخر یہ سلسلہ رات کے نو بجے سے لے کر اگلے دن کے گیارہ بجے تک یعنی چودہ گھنٹے تک عربی زبان میں جاری رہا۔ جس میں اکثر وقت ہمیں بولنا پڑا۔ کیونکہ غیر احمدی مولوی تو چند جملے کہہ کر بیٹھ جاتا تھا۔ خدا کے فضل سے اس کا اثر خاص و عام پر بہت اچھا ہوا۔

اگلے روز پھر مناظرہ ہوا۔ جس میں غیر احمدی مولوی کہا میں اعتراض کرتا ہوں احمدی مولوی اس کا جواب دے۔ چنانچہ اس نے سوال کیا۔ اور خاکسار نے اس کے متعدد جوابات دیئے۔ غیر احمدی مولوی کہنے لگا کہ کوئی جواب نہیں آیا۔ مگر صدر صاحب نے انصاف سے کام لیتے ہوئے کہا۔ جواب تو آ گیا ہے۔ آپ کی سمجھ میں نہ آئے تو اور بات ہے۔ الغرض خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ مناظرہ بھی نہایت کامیاب رہا۔ غیر احمدیوں کے تمام منصوبے خاک میں مل گئے۔ (محمد سلیم)

ہے اسلام ہمارا دین

(از جناب میر اللہ بخش صاحب تسنیم)

۱

سندر نرمل سکھشا ساری
میٹھی میٹھی پیاری پیاری
پریم کا جیون سارا دین
ہے اسلام ہمارا دین

۲

پیت کی جس نے ریت سکھائی
مظلوموں کی جیت سکھائی
بے چاروں کا چارا دین
ہے اسلام ہمارا دین

۳

دل اور سینے دھونے والا
کپٹ اور کینے دھونے والا
امرت جل کی دھارا دین
ہے اسلام ہمارا دین

۴

ست مارگ پر لانے والا
ایشور روپ دکھانیوالا
جان بخش و جاں آرا دین
ہے اسلام ہمارا دین

۵

ملاؤں سے جان بچا کر
بیٹھا تھا آکاش پہ جا کر
کیا کرتا بیچارا دین
ہے اسلام ہمارا دین

۶

قادیاں نگری کا اک باسی
منموہن پنجاب نواسی
پھر لایا دوبارا دین
ہے اسلام ہمارا دین

۷

اے ردر گوپال کرشنا
اے احمد کے لال کرشنا
تھا جو تم کو پیارا دین
ہے اسلام ہمارا دین

سیرت المہدی کا ایک ورق

روایات کی تنقید

میری علالت اور مرکز سے عارضی بعد بعض روایات پر نوٹ لکھنے کی ضرورت محسوس کرا رہا ہے میں انشاء اللہ العزیز جلد مرکز میں پہنچ جانے کی امید رکھتا ہوں اسوقت انشاء اللہ اس قسم کی فروگذاشتوں کی اصلاح ہو جائے گی۔

عزت یا رانی

مکرمی حافظ محمد ابراہیم صاحب کی روایات آجکل الحکم میں شائع ہو رہی ہیں ۷ رمارچ ۱۹۳۵ء کے الحکم میں ایک روایت شائع ہوئی ہے جس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک رؤیا کا ذکر ہے اس میں حافظ صاحب حضرت اقدس کی روایت فرماتے ہیں کہ آپنے فرمایا:- "**رؤیا ہی میں میں سمجھتا ہوں کہ اس عورت کا نام عزت ہے**"

اس میں اصلاح طلب یہ بات ہے کہ وہ رؤیا جو حضور نے دیکھی اس میں عورت کا نام **رانی** بتایا گیا تھا نہ کہ عزت۔ البتہ آپ نے اسی سلسلہ میں فرمایا کہ:-

"اس نے بیان کیا کہ میرا نام رانی ہے اور مجھے اشارت سے کہا کہ میں اس گھر کی عزت اور وجاہت ہوں اور یہ کہا کہ میں چلنے کو تھی مگر تیرے لئے رہ گئی"

اس رؤیا کا ایک دوسرا جزو بھی ہے اس میں آپ کو آپ کا بخت بیدار ایک نہایت خوبصورت آدمی کی شکل میں دکھایا گیا اور اس نے کہا کہ

"**میں درشتی آدمی ہوں**"

بابا چٹو کے متعلق رائے

میں نے بابا چٹو کو اسوقت دیکھا جبکہ وہ اہلحدیث فرقہ کی سرگرمیوں اور مسجد چینیانوالی کی رونق و آبادی میں پوری دلچسپی لیتے تھے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے انھیں حسن ظن ہوا۔ وہ اور خلیفہ رجب دین مرحوم بڑی سرگرمی سے حصہ لیتے تھے انھوں نے سلسلہ کے ابتدائی ایام میں اخلاقی جرأت سے کام لیا۔ لیکن چونکہ تعلیم یافتہ نہ تھے۔ اسلئے جلد دوسری باتوں سے متاثر ہو جاتے تھے۔

مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے بابا چٹو کے متعلق حضرت اقدس کی رائے کا اظہار کیا ہے۔ یہ واقعہ کسی قدر صراحت کا محتاج ہے۔ حضرت اقدس کی عادت میں ہرگز نہ تھا کہ کسی کی غیر حاضری میں کوئی ذکر کریں۔ ہاں مخالفین سلسلہ کی سرگرمیوں یا اظہار خیالات کا ذکر اخبارات یا رسائل میں آتا تو مناسب موقعہ ان خیالات پر آپ تنقید فرما دیتے۔ تاکہ جماعت کو ایک صحیح اور تازہ علم و معرفت بخشیں اور ان غلط فہمیوں سے بچا لیں۔ جو معاندین اپنی مغالطہ آمیز تحریروں سے پیدا کر رکھتے تھے بابا چٹو کے متعلق جو اظہار رائے مولوی بقاپوری صاحب نے کیا ہے۔ اس میں کچھ ذہول ہوا ہے۔ اصل یہ ہے کہ بابا چٹو اس وقت چکڑالوی خیالات کے ہو چکے تھے۔ اور مولوی عبداللہ چکڑالوی کو اپنے پاس رکھ کر ان کے خیالات کی اشاعت کی کوشش کرتے تھے۔ مرحوم قریشی صاحب انھیں لائے تھے کہ شاید مرنے سے پیشتر ان کی اصلاح ہو جاوے۔ وہ نماز مسنون کو چھوڑ کر اب اہل قرآن کی نماز پڑھتے تھے۔ اور وہ یاد نہ ہوتی تھی یہ تذکرہ حضرت کے حضور تھا۔ اسپر قریشی صاحب سے پوچھا گیا۔ تو انھوں نے عرض کیا کہ حضور! عمر کا تقاضا ہے۔ پچھلی نماز تو چھوڑ دی کہ اسے قرآن کے مطابق نہیں سمجھتے اور نئی اس عمر میں یاد نہیں ہوتی۔ حضور نے اسپر فرمایا کہ ہاں جب انسان عمر کے اس حصہ میں پہنچ جاتا ہے تو اس کا دماغ نئی بات کے اخذ کرنے کو تیار نہیں ہوتا۔

حضرت اپنے دوستوں کے ساتھ بڑے ہی وفادار تھے اور ہمیشہ ان کا جائز احترام فرماتے بابا چٹو کے متعلق آپ اس کو شریف دل انسان سمجھتے تھے۔ لیکن ناسمجھی سے آخر میں وہ ایک غلطی میں مبتلا ہو گیا۔

(عرفانی)

روایات

حضرت صوفی عبدالستار صاحب المعروف بزرگ صاحب کابلی رضی اللہ عنہ

(۱)

نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا خطبۂ نکاح اور مسئلہ نبوت

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے نکاح کی تقریب پر حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا اور خطبہ میں حضرت نواب صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ کے بخت آپ کے دادا صدر جہاں سے بہت اچھے ہیں۔ کیونکہ ان کے نکاح میں ایک بادشاہ کی لڑکی آئی تھی۔ اور آپکے نکاح میں ایک نبی کی لڑکی آئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسوقت خود بھی تشریف فرما تھے۔

(نوٹ) آج نبوت کے مسئلہ پر اختلاف کرنے والے وہاں موجود تھے۔ مگر کسی نے اس کی تردید نہ کی۔ (ایڈیٹر)

(۲)

نبوت کے متعلق حضرت کا ارشاد

ایک دفعہ حضور علیہ السلام بیمار ہوئے میں بھی حضور کی عیادت کے لئے گیا۔ حضور ایک لوہے کی چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اور حضرت مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ چارپائی کے دوسری طرف بیٹھے تھے۔ میں جب اندر داخل ہوا تو ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ میرے بعد میاں چراغ الدین صاحب مرحوم لاہوری تشریف لے گئے۔ وہ میرے پیچھے ایک کرسی پر بیٹھ گئے پھر مولوی محمد احسن صاحب امروہی تشریف لائے تو ان کے لئے اندر سے ایک چھوٹی سی چارپائی لائی گئی وہ اسپر بیٹھ گئے ان کے پاس ایک کتاب تھی انھوں نے اس کتاب کو کھول کر کہا کہ یہ کتاب حسن اسوی ہے۔ اور اس میں سے ایک جگہ سے یہ پڑھا نبوت تشریعی منع ہے مطلق نبوت منع نہیں۔

اسپر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا چہرہ متغیر ہو گیا حضور نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک ایسا یہ کہنا کہ مطلق نبوت جاری ہے کفر ہے۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد شریعت بھی رسول کریم کی ہوگی۔ اور برکت بھی رسول کریم کی ہوگی۔ نہ کوئی اپنی شریعت لا سکتا ہے اور نہ کوئی اپنی برکت سے نبوت کا دعویٰ کر سکتا ہے بلکہ سب کچھ رسول کریم کے طفیل ہو سکتا ہے

(۳)

لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی

ایک دفعہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اور مولوی محمد احسن صاحب مسجد مبارک میں داخل ہوئے اور دونوں ایک مضمون کے متعلق گفتگو کر رہے تھے۔ بحث یہ تھی کہ مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک مضمون سلسلہ کے مخالفوں کے متعلق لکھا تھا مولوی محمد احسن صاحب کہتے تھے کہ آپ نے یہ مضمون

بہت سخت لکھا ہے۔ مولوی عبدالکریم صاحب فرماتے تھے کہ میں نے تو کہا تھا کہ مجھ سے مضمون مت لکھواؤ۔ میں سخت لکھوں گا۔ یہ گفتگو بڑھتے بڑھتے تیز ہوگئی۔ اتنے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے۔ آپ نے دیکھتے ہی فرمایا

لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی

اسپر وہ دونوں خاموش ہوگئے۔ تب حضور دونوں کو نصیحت فرمانے لگے۔ جس میں اختلاف سے اپنی نفرت کا اظہار فرمایا۔

(۴)

شہید مرحوم حضرت مسیح موعود کی مجلسوں میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے حضرت شہید مرحوم کو بڑی محبت تھی۔ ان کا رنگ عاشقانہ رنگ تھا۔ اور وہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس مبارک میں بیٹھتے تھے تو ان کی حالت اور کی اور ہو جاتی تھی۔ وہ خود فرمایا کرتے تھے کہ میں نے جس رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا ہے۔ اس رنگ میں کسی نے نہیں دیکھا۔ چنانچہ آپ کا ایک شعر بھی اس کی تصدیق کرتا ہے جو حسب ذیل ہے ؎

عطر نورے وہم اعظم سرمہ چشمہ کرم
بہتے تیغے روئے خوباں شکر شاہ ارم

آپ جب حضور کی مجلس میں بیٹھتے تو حضور کے پاؤں بھی دبایا کرتے تھے چنانچہ بزرگ صاحب فرماتے ہیں کہ ان کی ایک بات مجھے یاد ہے۔ کہ آپ نے ایک دفعہ فرمایا کہ لوگ قرآن کریم کی ان آیات کو متشابہات میں سے سمجھتے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کی صفات کے بارے میں آئی ہیں۔ مگر میرے لئے اس قسم کی آیات متشابہ ہیں جیسے رب العلمین میں عالم کو مانتا ہوں اسلئے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ورنہ میں اسے دیکھتا نہیں۔ اسپر حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسکرائے اور فرمانے لگے:۔

وجودی اسی مقام سے پھسل گئے ہیں کیونکہ جب وہ فانی ہو کر عالم کو نہیں دیکھ سکتے تو انکار کر دیتے ہیں۔

(۵)

لاتدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار

بزرگ صاحب نے ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پوچھا کہ بعض صوفیا کہتے ہیں کہ ادراک کنہ باریتعالیٰ محال ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ممکن ہے۔ ان میں سے کونسا فریق حق پر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ:۔

ادراک کنہ باریتعالیٰ کے یہ معنی ہیں کہ یہ معلوم کیا جائے کہ خدا تعالیٰ کیا چیز ہے اور یہ ناممکن ہے۔ جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو کہا تھا کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے رسول ہو کر آیا ہوں۔ تو فرعون نے سوال کیا وما رب العالمین۔ خدا کیا چیز ہے۔ اسپر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا رب السمٰوٰت والارض وما بینھما ان کنتم موقنین یعنی آسمانوں اور زمین کا اور سب کا وہ رب ہے بشرطیکہ تم یقین کرو۔ تو فرعون نے کہا کہ الا تستمعون یعنی اے لوگو تم سنتے ہو۔ اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ رب العالمین کیا چیز ہے پھر موسیٰ علیہ السلام نے کہا ربکم ورب آبائکم الاولین یعنی تمہارا اور تمہارے باپ داووں کا بھی وہی رب ہے اسپر فرعون کہنے لگا ان رسولکم الذی ارسل الیکم لمجنون کہ یہ رسول یقیناً مجنون ہے۔ کیونکہ میں ذات باریتعالیٰ کی کنہ پوچھتا ہوں اور وہ افعال باریتعالیٰ بیان کرتا ہے۔ یہ بیان کرکے حضور نے فرمایا:۔

کنہ معلوم کرنے کے معنی یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ کا احاطہ کیا جائے۔ اور یہ نہیں ہو سکتا۔ اگر ایسا ہوتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام افعال باریتعالیٰ سے جواب کیوں دیتے

دلیل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار

میں نے دیدار باریتعالیٰ کے متعلق ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رض سے بھی سوال کیا تھا۔ میں پسند کرتا ہوں کہ میں اس جواب کو بھی بیان کر دوں حضرت خلیفۃ المسیح اول رض نے فرمایا تھا کہ رویت (دیدار) الگ چیز ہے۔ اور ادراک الگ چیز ہے اور دلیل میں یہ آیت فرمائی فلما تراء الجمعٰن قال اصحاب موسیٰ انا لمدرکون۔ قال کلا ان معی ربی سیھدین

فرمایا:۔ دیکھو اس آیت شریف میں دو باتیں ہیں ایک رویت اور دوسرا ادراک۔ دیدار تو تراء کے لفظ سے ثابت ہے۔ لیکن ادراک ثابت نہیں ہوتا کیونکہ موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کلا نہیں ہم مدرک نہیں۔ یہاں کلا سے دیدار کی نفی مراد نہیں تھی اس سے معلوم ہوا ادراک اور ہے اور دیدار اور دیدار کے معنی ہیں دیکھنا۔ اور ادراک کے معنی ہیں احاطہ کرنا۔ اگر دونوں کے ایک ہی معنی ہوتے۔ تو موسیٰ علیہ السلام لفظ کلا کہہ کر انکار کیوں کرتے۔

(۶)

بزرگ صاحب کا ذوق

بزرگ صاحب فرماتے ہیں کہ میں جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھتا تھا تو میرے منہ سے بے اختیار نکلتا تھا اللھم صل علی محمد اور مجھے اس بات کا خیال بھی نہ ہوتا تھا کہ آپ سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی اور آدمی ہیں

(۷)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاق کے متعلق بزرگ صاحب کا ایک ذاتی واقعہ

کرم الدین کا مقدمہ جب بہت لمبا ہو گیا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام گورداسپور میں ہی مقیم ہو گئے تھے مقدمے کے آخری ایام میں میں بھی گورداسپور چلا گیا تھا۔ ان دنوں میں کچھ بیمار تھا۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت حاصل ہوئی۔ تو آپنے بہت محبت سے میرا حال دریافت فرمایا۔ اور فرمایا:۔ تم بیمار معلوم ہوتے ہو حضرت خلیفۃ المسیح اول نے بھی فرمایا کہ چہرے کا رنگ متغیر ہے۔ حضور کی عادت تھی کہ اگر کوئی چھوٹا آدمی بھی ملنے کے لئے آتا تھا تو یوں اسکا حال دریافت فرماتے تھے جیسے کسی بڑے آدمی کا حال دریافت کیا جاتا ہے پرسان حال کیوقت آپ کا لہجہ نہایت شیریں ہو اکرتا تھا۔ الغرض میں بھی وہیں مقیم ہو گیا۔

ایک دن بذریعہ ڈاک ایک جرمنی عورت نے حضور کو حلوہ بھیجا۔ اور ساتھ ہی ایک خط لکھا کہ آپ سچے مسیح ہیں اور آپ وہی مسیح ہیں جس کا وعدہ دیا گیا تھا۔

حلوہ بہت ہی مقوی چیزوں سے بنا ہوا تھا۔ حضور کی عادت تھی کہ جب آپکے پاس کوئی چیز آتی تھی تو اسکو اپنے دوستوں میں بھی تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ اور اس میں ہر چھوٹے بڑے کا خیال رکھا کرتے تھے اگرچہ اسوقت میں وہاں موجود نہ تھا۔ مگر حضور نے میرے لئے اس حلوے میں سے عام تقسیم سے دگنا حصہ رکھوایا۔ جب میں نے اس حلوے کو کھایا تو میری بیماری اس حلوے سے دور ہو گئی۔

(۸)

مقدمہ کے متعلق ایک اور بات

مقدمہ کرم دین میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر لوگوں کو فرمایا کرتے تھے کہ یہ مقدمہ ہمارے حق میں ہو گا۔ یہ مقدمہ دو سال تک لمبا ہو گیا۔ اور اس کی طوالت کی وجہ سے طبعیتیں تنگ ہو رہی تھیں۔ کہ کب فیصلہ ہو۔ ایک دن کشفی حالت میں میری زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے۔ انا لننصر رسلنا۔ میں نے اس کشفی حالت میں ہی کہا کہ مدد کب دیجائے گی۔ تو جواب میں یہ الفاظ جاری ہوئے الیوم ننصر رسلنا میں نے حضرت اقدس کو اس کشف کی اطلاع دیدی تھی۔ خدا تعالیٰ کے فضل کی یہ بات ہے کہ اسی دن اس مقدمہ کا فیصلہ ہو گیا۔ جو ہمارے حق میں تھا۔

درخواست دعاء

مسٹر عبدالمجید صاحب عاجز پسر بابو عبدالحمید صاحب شملوی کی مورخہ [illegible] کی شام کو دائیں ہاتھ کی کلائی ٹوٹ گئی ہے احباب سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

روایات

از حضرت مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری

(۱)

داتا خدا ہے

ایک دفعہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ سیر سے واپس آرہے تھے۔ جب حضور احمدیہ چوک میں پہونچے۔ تو ایک سائل نے سوال کیا۔ تو داتا ہے مجھے کچھ دے۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

داتا خدا ہے

اس نے کہا کہ ہاں مگر تو بھی مجھے کچھ دے۔ اسپر حضور علیہ السلام نے اُسکو ایک روپیہ عطا فرمایا۔

(۲)

جس میں نیکی ہے وہ مجھپر ایمان لائیگا

ایک دفعہ ہم کچھ خدام مسجد مبارک میں حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر تھے۔ کسی خادم نے سوال کیا کہ حضور غیر احمدی کہتے ہیں کہ جب امام مہدی آئے گا تو اس کو سب لوگ مان لینگے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:۔

یہ کسطرح ہو سکتا ہے جبکہ ہر ایک چیز کا پھوک (فضلہ) ہے۔ ضرور ہے کہ آدمیوں میں سے بھی جس میں کچھ نہ کچھ ایمان اور نیکی کا رس ہے وہ مجھے ضرور مانے گا۔ لیکن جو بمنزلہ پھوک کے ہے وہ ہدایت سے محروم رہیگا

(۳)

انما الاعمال بالنیات

ایک دفعہ مسجد مبارک میں بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص نے سوال کیا کہ شادی بیاہ پر جو تنبول (نیوتہ) ڈالا جاتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا

اس میں کیا حرج ہے ایک قسم کی اپنے بھائی کی امداد ہے۔

اسپر اس شخص نے یا کسی دوسرے دوست نے عرض کیا کہ حضور دینے والے کا قصد مدد کرنے کا نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ اس سے دوگنا وصول کرنے کی خواہش سے دیتا ہے۔ اسپر حضور علیہ السلام نے فرمایا

نہیں یہ تو کمینہ خیالات ہیں۔ بعض ایسے بھی شرفاء ہیں کہ دیکر پھر ذکر تک بھی نہیں کرتے۔ پس یاد رکھو کہ انما الاعمال بالنیات۔ عملوں کا مدار نیات پر ہے اس میں اصل بات اباحت ہے۔

(۴)

حضرت اقدس تیز رفتار تھے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سیر میں اتنی سرعت سے قدم اُٹھاتے تھے کہ خدام میں سے کم تھے جو آپ کے ساتھ چل سکتے تھے۔ اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ حضور علیہ السلام کے قدموں میں زمین لپٹی جارہی ہے۔ چنانچہ ایکدفعہ حضور علیہ السلام مع اپنے خدام کے جن میں خاکسار اور حضرت مولوی صاحب خلیفہ اول رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ گاؤں بسرائے کی طرف تشریف لے گئے۔ کچھ دور جاکر حضرت مولوی صاحب پیچھے رہ گئے۔ میں نے عرض کیا۔ حضور مولوی صاحب پیچھے رہ گئے ہیں۔ اسپر حضور علیہ السلام واپس لوٹے تاکہ مولوی صاحب کو ساتھ ملالیں۔ اور ہم سب خدام بھی حضور کے ساتھ واپس ہوئے جونہی حضرت مولوی صاحب نے دیکھا۔ تو جلدی جلدی لمبے لمبے قدم اُٹھاکر حضور کے ساتھ آملے۔ چند منٹ حضور کے ساتھ چلنے کے بعد حضرت مولوی صاحب پھر پیچھے رہ گئے۔ پھر میرے عرض کرنے پر حضور نے پہلی دفعہ کی طرح آپ کو ساتھ ملالیا۔ غرض اسی طرح دو تین مرتبہ ہوا۔ اس سیر میں قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل بھی تھے وہ تھوڑی دور چل کر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور جب ہم واپس آئے تو پھر وہ بھی ہمارے ساتھ واپس ہوئے۔

(۵)

حضور کی سیر کا منظر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ جب خدام سیر میں شامل ہوتے تو اسطرح وہ حضرت کے قرب ہونے کے لئے ایک دوسرے پر گرتے جس طرح شمع پر پروانے۔ یہاں تک کہ بعض دفعہ حضور علیہ السلام کا عصاء مبارک لوگوں کے پاؤں میں آکر گر پڑتا۔ اور دوسرا خادم جلدی سے وہ سونٹا اُٹھاکر حضور علیہ السلام کو دے دیتا۔ لیکن حضور علیہ السلام آنکھ نیچے ہی رکھتے ہوئے اسکو پکڑ لیتے اور کسی کی طرف نہ دیکھتے۔ تاکہ وہ شخص شرمسار نہ ہو۔ خاکسار عام طور پر حضور کے آگے ہوتا تھا تاکہ توجہ سے حضور علیہ السلام کے ارشادات سے مستفید ہوتا رہے۔ چنانچہ ایک دفعہ جو عصا مبارک اگلی طرف گرا تو میں نے جلدی سے اُٹھاکر حضور کو دے دیا تو حضور نے میری طرف بھی نظر اُٹھاکر نہیں دیکھا

(۶)

آپکی مجلس میں توحید کا قائل ہو گیا

ایک دفعہ ایک شخص بنام اکبر علی جو ہمہ اوستی تھا آیا۔ جہاں وہ بیٹھتا تھا یہی ذکر کرتا تھا کہ میں بھی خدا ہوں۔ تم بھی خدا ہو۔ ہر شخص خدا ہے۔ ہر چند ہمارے علماء کرام اور بزرگان نے اس کو سمجھانے کی کوشش کی کہ وحدت وجودی نہیں بلکہ وحدت شہودی ہے۔ اور ہم میں سے بعض نے تصوف کی اعلیٰ منازل بھی بتلاکر سمجھایا۔ مگر اسے کچھ فائدہ نہ ہوا آخر اس جلسہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جب تقریر اس نے سُنی تو اس نے اسیوقت اپنے عقیدہ سے توبہ کرلی۔ لیکن ابھی بیعت کرنے کے لئے اس کے دل میں تردد تھا۔ اتفاق سے اس کے دوسرے یا تیسرے روز حضور علیہ السلام کی سیر میں وہ بھی شامل تھا۔ واپسی پر جب حضور گھر تشریف لے گئے۔ تو اس نے کہا کہ میں اب صاف ہو گیا ہوں اور اس سیر میں جو حضور نے گفتگو فرمائی ہے۔ اس سے میرے تمام شکوک و شبہات زائل ہو گئے ہیں۔ چنانچہ اس نے اسی دن یا دوسرے دن بیعت کرلی اور واپس چلا گیا۔

(۷)

سادگی

حضور علیہ السلام میں اتنی سادگی تھی۔ کہ ایکدفعہ مسجد مبارک میں چند خدام سے گفتگو کرنے کے لیے تشریف فرما ہوئے۔ خاکسار بھی اسی مجلس میں تھا۔ اور حضور علیہ السلام نے مہندی لگائی ہوئی تھی۔ اسی حالت میں حضور باہر تشریف لے آئے اور گفتگو فرماتے رہے

(۸)

حضور کا اپنے بچوں سے سلوک

صاحبزادہ میاں مبارک احمد صاحب مرحوم سے حضور علیہ السلام کو بہت محبت تھی ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد مبارک میں اپنے خدام کے ساتھ گفتگو فرمارہے تھے۔ کہ صاحبزادہ صاحب مرحوم آئے اور اِدھر اُدھر جیبوں میں ہاتھ ڈالنے لگے۔ تو حضور علیہ السلام کی چابیاں ان کو مل گئیں۔ حضرت اقدس نے مسکراکر فرمایا ان چابیوں کو کیا کروگے؟ مگر انھوں نے کہا کہ میں چابیاں لوں گا میں نہیں دیتا۔ چنانچہ وہ چابیاں لے کر اندر چلے گئے۔

(۹)

آپکی سادگی کی ایک اور مثال

ایک دفعہ خاکسار نے کسی غرض کے لئے آپؑ کے دروازہ پر دستک دی۔ تو حضور علیہ السلام فوراً میری آواز پہچان کر باہر تشریف لے آئے اور مسکرا کر فرمایا کیا ہے؟ میں نے جو کچھ عرض کرنا تھا کیا اور حضور علیہ السلام اس کا جواب دینے کے بعد اندر تشریف لے گئے۔ اسوقت حضور علیہ السلام سر برہنہ تھے۔

(۱۰)

ایسا ہی ایک دفعہ آپؑ نماز کے لئے باہر تشریف لائے تو آپکے کوٹ مبارک کا بٹن صدری کے کاج میں تھا۔ ایک دفعہ دیکھا بٹن دوسرے کاج میں لگا ہوا تھا۔ اسیطرح پر حضور علیہ السلام ایک دفعہ باہر تشریف لائے۔ تو دستار مبارک کے پیچوں میں سے بائیں طرف کچھ بال نکلے ہوئے تھے۔

(۱۱)

حضور کے وصال سے قبل

حضور علیہ السلام کی صحت آخری دم تک اچھی رہی اتوار کی شام کو حضور علیہ السلام نے مجھے رخصت کرتے ہوئے فرمایا:۔ **لقاپور یہاں سے کتنی دور ہے** یہ اسلئے فرمایا کہ میں نے عرض کیا تھا کہ میں صبح کو جاؤں گا۔ اور پھر ہفتہ کی شام کو حاضر خدمت ہو جاؤں گا۔ کیونکہ دوسرے اتوار کو پیغام صلح سنایا جاتا تھا۔ اسوقت میں نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام کے چہرہ مبارک پر کسی قسم کا ضعف نہیں تھا۔ اور پھر تیسرے روز یعنی منگل کے دن سنا کہ حضور علیہ السلام کا وصال ہو گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

(۱۲)

حضور کا اپنے خدام سے سلوک

حضور علیہ السلام کا اپنے اکثر خدام کے ساتھ یہ دستور تھا کہ بعض کے متعلق حضور فرماتے **کتنے دن ٹھیرو گے** اور جب بعض جانے لگتے تو ان سے یوں بھی فرماتے کہ **چند دن اور ٹھیرو**۔ چنانچہ ایک دفعہ میں حاضر خدمت ہوا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ **مولوی صاحب کتنے دن رہو گے؟** میں نے یہ ارادہ کر کے کہ جتنے دن اس دفعہ حضور فرمائینگے اتنے دن رہوں گا۔ کہا جتنے دن حضور فرمائیں چنانچہ آپنے مجھ سے فرمایا **چار پانچ دن ٹھیرو** چنانچہ میں ٹھیرا اور پھر رخصت ہوا۔

(۱۳)

مولانا لقاپوری پر نظر شفقت

ایک دفعہ مسجد مبارک میں بہت سے خدام حضور کی خدمت میں حاضر تھے میں بھی حاضر ہوا۔ تو حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی نے میری طرف اشارہ کر کے حضور علیہ السلام سے عرض کیا کہ حضور یہ مولوی محمد ابراہیم صاحب لقاپوری ہیں۔ حضور علیہ السلام نے میری طرف نظر شفقت فرما کر تبسم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ان کو تو میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ یہ تو بہت دفعہ آتے جاتے رہتے ہیں۔

(۱۴)

الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیر کرتے ہوئے ریتی چھلہ میں آکر ایک درخت کے نیچے جو غالباً لسوڑے کا تھا۔ ٹھیر گئے۔ اور خدام کے ساتھ کچھ مسائل کے متعلق سلسلہ شروع ہوا۔ اور لوگ مصافحہ کرنے لگے۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے کھڑا ہوا یہ الفاظ بار بار کہہ رہا ہے **الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔** اور حضور علیہ السلام کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھ رہا ہے۔ حضور بھی اس کی آواز سنکر تھوڑی دیر کے بعد اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے۔ غالباً اتنی تکرار سے اس نے ان کلمات کو دھرایا کہ حضور علیہ السلام کے کانوں تک یہ الفاظ پہنچ گئے۔ اور اردگرد کے لوگوں نے بھی اسکو سنا۔ اور حضور علیہ السلام نے تین چار دفعہ اس کے منہ کی طرف دیکھا۔ حضور کے چہرہ مبارک پر ان کلمات کے سننے سے ایک قسم کی بشاشت تھی۔

(۱۵)

مسئلہ نبوت اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی طرح اپنے خدام کے ساتھ باہر سیر کے لئے تشریف لائے تو غبار کی وجہ سے حضور کھڑے ہو گئے۔ اسپر غلام نبی صاحب سیٹھی مرحوم نے کہا کہ لوگ کیا کرتے ہیں۔ کیوں نہیں آہستہ آہستہ حضور سے پیچھے پیچھے چلتے تاکہ حضور سیر کے لئے دور تک تشریف لے جا سکیں اسپر اسوقت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے کہا کہ "لوگ بھی کیا کریں تیرہ سو سال بعد آج پھر نبی اللہ کا منہ دیکھا ہے" خاکسار عرض کرتا ہے کہ ان دنوں ہم سب کا یہی عقیدہ تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام واقعی نبی ہیں اور رسول اللہ ہیں۔ اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحب صوفی منش ہونیکی وجہ سے ہم سے بھی چار قدم آگے تھے۔

(۱۶)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی ہیں

حضور کی نبوت کے متعلق ہمیں اتنا یقین تھا کہ کئی دفعہ خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عالم کشف میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ دیکھا ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ میں نے دیکھا کہ ایک بالا خانہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دوسرے کی طرف منہ کر کے بیٹھے ہوئے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بات طے فرما رہے ہیں۔ میرے ہاتھوں میں قرآن شریف ہے میں نے جو حرف پوچھنا ہے وہ جگہ نکال کر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کی کہ حضور اس آیت کا کیا مطلب ہے؟ آپنے شہادت کی انگلی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا **ان سے دریافت کرو**۔ میں نے اس آیت کا مطلب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت کیا۔ اور آپنے اسکا جواب فرمایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کی مخالفت کا ایک نظارہ

(از سید عزیز الرحمان صاحب بریلوی مہاجر قادیان)

بریلی میں ہمیں کفر کا فتویٰ لگایا گیا۔ اس فتوے کی وجہ سے وہ آگ برسی کہ خدا کی پناہ۔ مولوی احمد رضا خان صاحب نے تو یہاں تک کہدیا کہ جو شخص احمدی سے ایک بار بات کرے گا اس کا جرم اتنا بڑا ہوگا کہ گویا اس نے **اپنی ماں سے ستر ہزار مرتبہ زنا کیا۔**

ہمارا پانی بند کیا گیا

چند احمدی بریلی میں تھے اس حالت کو دیکھ کر کچھ تو ان دنوں مرتد ہو گئے۔ میر چمن صاحب اور میر مہدی حسین صاحب بریلی سے دہلی چلے گئے۔ صوفی تصور حسین صاحب قادیان تشریف لے گئے۔ میں اکیلا وہاں رہ گیا ہمارے گھر میں اینٹیں برسنے لگیں۔ ہم نے اس حالت کو دیکھ کر والیسرائے کو تاریں دیں۔ کہ ہم بڑی تکلیف میں ہیں۔ ہمارا پانی تک بند ہے۔ کلکٹر صاحب تحقیقات کے لئے آئے۔ اسوقت کوتوال شہر شبیر حسن خان تھے جو نواب رامپور کے رشتہ داروں میں سے تھے۔ کوتوال صاحب نے سقوں کو بلایا اور کلکٹر صاحب کے سامنے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے؟ انھوں نے کہا کہ یہ ہمارے امام حسین علیہ السلام کو گالیاں دیتے ہیں اس لئے ہم ان کا پانی نہیں بھرتے۔ شبیر حسن خان نے کلکٹر صاحب سے کہا کہ آپ تشریف لے جائیں میں سب انتظام کر دوں گا۔ ادھر شہر کے بدمعاشوں کو بلا کر علیحدگی میں کہا کہ اگر تم اس ایک آدمی کو قتل کر ڈالو۔ تو نہ کوئی گواہ ہوگا نہ شاہد۔ تمہارا کوئی کیا کرے گا۔ تم لوگ عورتیں بن کر گھروں میں بیٹھے ہوئے ہو۔ الغرض اس نے بدمعاشوں کو خوب بھڑکایا ——— مگر

خدا کی قدرت کا ہاتھ دیکھو

کوتوالی شہر کے چوک میں تھی۔ گرمی کے دن تھے وہ اپنے مکان کی تیسری منزل پر سو رہا تھا کہ اس واقعہ کے چوتھے یا پانچویں دن خود قتل ہو گیا اور ساتھ ہی اسکا ایک آٹھ برس کا لڑکا قتل ہو گیا۔

چند روز کے بعد قاتل پکڑا گیا وہ پولیس کا ایک سپاہی تھا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تم نے بچے کو کیوں قتل کیا؟ تو اس نے کہا کہ وہ جاگ پڑا تھا اور اس نے مجھے پہچان لیا تھا۔

اس کی موت پر ہم نے خوب زور شور سے اعلان کیا کہ یہ

خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک نشان

ظاہر ہوا ہے۔ وہ شخص جو ہم کو اس لئے قتل کرانے کی فکر میں تھا کہ ہم نے اپنے آقا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیوں مانا۔ خدا تعالیٰ نے اسے اسی کے ایک سپاہی کے ہاتھوں قتل کرا دیا۔

اس نے چاہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ادنیٰ خادم کو مٹا دے اور اس طریق سے احمدیت کے بیج کو فنا کر دے۔ مگر خدا نے اسکو مٹا دیا اور احمدیت کے بیج کو بارآور کیا کہ وہ پھلا اور پھولا اور خدا کے فضل سے وہاں خاصی جماعت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات

سلسلہ کیلئے دیکھئے اخبار الحکم ۱۴ر مارچ ۱۹۳۵ء

غرض انسانی فطرت میں یہ بات رکھی گئی ہے کہ وہ ہر کمال کی پیروی کرنا چاہتی ہے۔ دیکھو انگریزوں کی نئی ایجادات سوئی چاقو وغیرہ تک کی کس قدر عزت کی جاتی ہے۔ اور دیسی اشیاء کے مقابلہ میں انکو کس قدر پسند کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ان میں بعض اشیاء نہیں بلکہ اکثر ملمع کی ہوئی ہوتی ہیں۔ مگر ظاہری چمک دمک ایسی ہوتی ہے کہ آنکھوں کو خیرہ کر دیتی ہے۔ اس کی روشنی ایک کشش کے ساتھ اپنی طرف متوجہ کر لیتی ہے۔

تم نہیں دیکھتے کہ یہ جھوٹے زیور جو ملمع کئے ہوئے بکتے ہیں ان کی تجارت کیسی سرعت کیساتھ بڑھ رہی ہے۔ اصلی اشیاء کے مقابلہ میں انکو رکھ کر دیکھو گے تو معلوم ہوگا۔ کہ اصلی نقلی معلوم ہوتا ہے۔ اور نقلی اصلی۔ ان اشیاء کی ظاہری چمک دمک میں ایک روشنی ہے۔ جو ہمارے دیسی صناع اسکو دکھا نہیں سکتے۔ اسلئے کہ باوجودیکہ لوگ صاف جانتے ہیں کہ یہ اشیاء ملمع شدہ ہیں لیکن اس دجل کی کچھ بھی پروا نہیں کرتے۔ ہر ایک چیز ان کی دیکھو۔ دیسی کپڑے۔ دیسی جوتے جنٹلمین۔ تعلیمیافتہ ان سے بیزاری ظاہر کرتے ہیں۔ کیوں؟ صرف اسلئے کہ انگریزی اشیاء میں ایک خاص قسم کی نفاست اور عمدگی ہوتی ہے یہ لوگ چمڑے کو ایسا کماتے ہیں۔ کہ اس میں نرمی اور چمک پیدا کر لیتے ہیں۔ یہ کیا ہر ایک ادنی سی چیز کو دیکھو۔ ایک تاگے ہی کو دیکھو کیسا خوبصورت ہوتا ہے۔ غرض ہر ایک دیسی چیز کو بالمقابل نکما کر دیا ہے۔ بلکہ ہمنے تو سنا ہے کہ بعض دیسی لوگ دیسی چیزوں سے یہاں تک متنفر ہیں۔ کہ ان کے کپڑے بھی پیرس سے دھل کر آتے ہیں۔ اور پینے کا پانی بھی ولایت سے منگواتے ہیں۔

اس خریداری کا سر کیا ہے۔ انہوں نے ظاہری خوبصورتی اور چمک اور خوشنمائی رکھدی ہے۔ اس لئے لوگ ادھر جھک گئے ہیں۔ جب یہ حالت ہے کہ دیانتدار اور بھی ہیں۔ اور کفار کا گروہ بھی ہے۔ لیکن کفار کی طرف رجوع ان کی نفاست اور چمک کی وجہ سے ہے۔ یہی حال اخلاق اور اعمال کا ہے۔ پس جب تک ان کی چمک دمک یہاں تک نہ پہنچائی جائے۔ نوع انسان پر اثر نہیں پڑ سکتا۔ جو لوگ خود کمزور ہوتے ہیں۔ وہ دوسرے کمزوروں کو جذب نہیں کر سکتے۔ خدا تعالی فرماتا ہے **والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر**

قسم ہے اس زمانہ کی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی۔ آجکل ہمارے زمانہ کے کوتاہ اندیش مخالف یہ اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن شریف میں مخلوق کی قسمیں کیوں کھائی گئی ہیں۔ حالانکہ دوسروں کو منع کیا ہے۔ اور کہیں انجیر کی قسم ہے۔ کہیں دن اور رات کی کہیں زمین کی اور کہیں نفس کی؟ اس قسم کے اعتراضوں کا بہت بڑا اثر پڑتا ہے۔

یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ تمام قرآن شریف میں یہ ایک عام سنت اور عادت الہی ہے۔ کہ وہ بعض بعض نظری امور کے اثبات و احقاق کے لئے کسی ایسے امور کا حوالہ دیتا ہے۔ جو اپنے خواص کا عام طور پر بین اور کھلا کھلا اور بدیہی ثبوت رکھتے ہیں پس ان کی قسم کھانا ان کو بطور دلیل اور نظیر کے پیش کرنا ہوتا ہے۔ ہم اس اعتراض کا واضح جواب دینے سے پیشتر ایک ضروری امر اور بیان کرنا چاہتے ہیں۔ ہر ایک مسلمان کو یاد رہے کہ

ہم بلحاظ گورنمنٹ کے ہندوستان کو دار الحرب نہیں کہتے۔ اور یہی ہمارا مذہب ہے،

اگرچہ اس مسئلہ میں علمائے مخالفین نے ہم سے سخت اختلاف کیا ہے۔ اور اپنی طرف سے کوئی دقیقہ ہم کو تکلیف دینے کا انہوں نے باقی نہیں رکھا۔ مگر ہم ان عارضی تکالیف اور آفی ضرر رسانیوں کے خوف سے حق کیونکر چھوڑ سکتے ہیں۔ ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ حکومت کے لحاظ سے ہندوستان ہرگز ہرگز دار الحرب نہیں ہے۔

ہمارا مقدمہ ہی دیکھ لو۔ اگر یہی مقدمہ سکھوں کے عہد حکومت میں ہوتا۔ دوسری طرف ان کا کوئی گرو۔ یا برہمن ہوتا تو بدوں کسی قسم کی تحقیق و تفتیش کے ہمکو پھانسی دیدینا کوئی بڑی بات نہ تھی۔ مگر انگریزوں کی سلطنت اور عہد حکومت ہی کی یہ خوبی ہے کہ مقابل میں ایک ڈاکٹر اور پھر مشہور پادری ہے لیکن تحقیقات اور عدالت کی کارروائی میں کوئی سختی کا برتاؤ نہیں کیا جاتا۔ **کپتان ڈگلس** نے اس بات کی ذرا بھی پرواہ نہ کی۔ کہ پادری صاحب کی ذاتی وجاہت یا ان کے اپنے عہدہ اور درجہ کا لحاظ کیا جاوے۔ چنانچہ انہوں نے لیمار چنڈ صاحب سے جو پولیس گورداسپور کے اعلے افسر ہیں یہی کہا۔ کہ ہمارا دل تسلی نہیں پکڑتا پھر عبد الحمید سے دریافت کیا جاوے۔ آخرکار انصاف کی رو سے ہم کو انہوں نے بری ٹھیرایا۔ پھر یہ لوگ ہم کو ارکان مذہب کی بجا آوری سے نہیں روکتے بلکہ بہت سے برکات اپنے ساتھ لے کر آئے جنکی وجہ سے ہم کو اپنے مذہب کی اشاعت کا خاطر خواہ موقع ملا۔ اور اس قسم کا امن اور آرام نصیب ہوا کہ پہلی حکومتوں میں ان کی نظیر نہیں ملتی۔

پھر یہ صریح ظلم اور اسلامی تعلیم اور اخلاق سے بعید ہے کہ ہم ان کے شکرگذار نہ ہوں۔

یاد رکھو انسان جو اپنے جیسے انسان کی نیکی کا شکرگزار نہیں ہو سکتا وہ خدا تعالی کا شکرگزار نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ وہ اسے دیکھتا ہے تو غیب الغیب ہستی کے انعامات کا شکرگزار کیونکر ہوگا۔ جس کو وہ دیکھتا بھی نہیں

اسلئے محض حکومت کے لحاظ سے ہم اس کو دار الحرب نہیں کہتے۔ ہاں ہمارے نزدیک ہندوستان دار الحرب ہے بلحاظ قلم کے۔

پادری لوگوں نے اسلام کے خلاف ایک خطرناک جنگ شروع کی ہوئی ہے۔ اس میدان جنگ میں وہ نیزہ ہائے قلم لے کر نکلے ہیں نہ سنان و تفنگ لے کر۔ اسلئے اس میدان میں ہم کو ہتھیار لے کر نکلنا چاہیئے۔ وہ قلم اور صرف قلم ہے۔ ہمارے نزدیک ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس جنگ میں شریک ہو جاوے۔ اللہ اور اس کے برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ دل آزار حملے کئے جاتے ہیں کہ ہمارا تو جگر پھٹ جاتا اور دل کانپ اٹھتا ہے۔ کیا امہات المومنین یا دربار مصطفائی کے اسرار جیسی گندی کتاب دیکھ کر ہم آرام کر سکتے ہیں۔ جس کا نام ہی اس طرز پر رکھا گیا ہے۔ جیسے ناپاک ناولوں کے نام ہوتے ہیں تعجب کی بات ہے کہ دربار لندن کے اسرار جیسی کتابیں تو گورنمنٹ کے اپنے علم میں بھی اس قابل ہوں کہ ان کی اشاعت بند کی جائے۔ مگر آٹھ کروڑ مسلمانوں کی دل آزاری کرنیوالی کتاب کو نہ روکا جائے۔ ہم خود گورنمنٹ سے اس قسم کی درخواست کرنا ہرگز ہرگز نہیں چاہتے۔ بلکہ اس کو بہت ہی نامناسب خیال کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے اپنے میموریل کے ذریعہ واضح کر دیا۔ لیکن یہ بات ہم نے محض اس بنا پر کہی ہے کہ بجائے خود گورنمنٹ کا اپنا فرض ہے کہ وہ ایسی تحریروں کا خیال رکھے۔ بہرحال گورنمنٹ نے تمام آزادی دے رکھی ہے کہ اگر عیسائی ایک کتاب اسلام پر اعتراض کرنے کی غرض سے لکھتے ہیں۔ تو مسلمانوں کو آزادی کے ساتھ اس کا جواب لکھنے اور عیسائی مذہب کی تردید میں کتابیں لکھنے کا اختیار ہے میں حلفاً کہتا ہوں کہ جب کوئی ایسی کتاب نظر پڑتی ہے تو دنیا و مافیہا ایک مکھی کے پر برابر نظر نہیں آتا۔ میں پوچھتا ہوں کہ جس کو وقت پر جوش نہیں آتا کیا وہ مسلمان ٹھیر سکتا ہے۔ کسی کے باپ کو برا بھلا کہا جاوے۔ تو وہ مرنے مارنے کو تیار ہو جاتا ہے لیکن اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیجائیں۔ تو ان کی رگ حمیت میں جنبش بھی نہ آوے اور پروا بھی نہ کرے۔ یہ کیا ایمان ہے؟ پھر کس منہ سے

مر کر خدا کے پاس جائیں گے۔ اگر مسلمانوں کا نمونہ دیکھنا چاہو تو صحابہ کرام کی جماعت کو دیکھو۔ جنہوں نے اپنے جان و مال کے کسی قسم کے نقصان کی پرواہ نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی رضا کو مقدم کر لیا۔ خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی ہو جانا ہی ایک فعل تھا۔ جو سارا قرآن شریف ان کی تعریف سے بھرا ہوا ہے اور رضی اللہ عنہم کا تمغہ ان کو مل گیا۔ پس جب تک تم اپنے اندر وہ امتیاز نہ وہ جوش اور حمیت اسلام کے لئے محسوس نہ کر لو ہرگز اپنے آپ کو کامل نہ سمجھ لو۔

ہماری جماعت یاد رکھے کہ ہم ہندوستان کو بلحاظ حکومت ہرگز ہرگز دار الحرب قرار نہیں دیتے۔ بلکہ اس امن اور برکات کی وجہ سے جو اس حکومت میں ہمکو ملی ہیں۔ اور اس آزادی کو جو اپنے مذہب کے ارکان کی بجا آوری اور اسکی اشاعت کیلئے گورنمنٹ نے ہم کو دے رکھی ہے۔ ہمارا دل عطر کے شیشہ کی طرح وفاداری اور شکر گذاری کے جوش سے بھرا ہوا ہے۔ لیکن پادریوں کیوجہ سے ہم اس کو دار الحرب قرار دیتے ہیں۔ پادریوں نے چھ کروڑ کے قریب کتابیں اسلام کے خلاف شائع کی ہیں۔ میرے نزدیک وہ لوگ مسلمان نہیں ہیں۔ جو ان کے حملوں کو دیکھیں اور سنیں اور اپنے ہی ہم و غم میں مبتلا رہیں۔ اس وقت جو کچھ کسی سے ممکن ہو۔ وہ اسلام کی تائید کے لیے کرے اور اس قلمی جنگ میں اپنی وفاداری دکھلائے جبکہ خود عادل گورنمنٹ نے ہم کو منع نہیں کیا۔ کہ ہم اپنے مذہب کی تائید اور غیر قوموں کے اعتراضوں کی تردید میں کتابیں شائع کریں۔ بلکہ پریس ڈاک خانہ اور اشاعت کے دوسرے ذریعوں سے مدد دی ہے۔ تو ایسے وقت میں خاموش رہنا سخت گناہ ہے۔ ہاں ضرورت ہے اس امر کی جو باتیں پیش کی جاویں وہ معقول ہوں۔ اس کی غرض دل آزاری نہ ہو۔ جو اسلام کے لئے سینہ بریاں اور چشم گریاں نہیں رکھتا۔ وہ یاد رکھے کہ خدا تعالیٰ ایسے انسان کا ذمہ دار نہیں ہوتا ہے۔ اسکو سوچنا چاہیئے کہ جس قدر خیالات اپنی کامیابی کے آتے ہیں اور جتنی تدابیر اپنی دنیوی اغراض کے لئے کرتا ہے اسی سوزش اور جلن اور درد دل کے ساتھ یہ بھی خیال بھی آیا ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر حملے ہو رہے ہیں میں ان کے اندفاع کی بھی سعی کروں۔ اور اگر کچھ اور نہیں ہو سکتا تو کم از کم پر سوز دل کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور دعا کروں۔ اگر اس قسم کی جلن اور درد دل میں ہو تو ممکن نہیں کہ سچی محبت کے آثار ظاہر نہ ہوں۔ اگر ٹوٹی ہانڈی بھی خریدی جائے تو اس پر بھی رنج ہوتا ہے یہاں تک کہ ایک سوئی کے گم ہو جانے پر بھی افسوس ہے پھر یہ کیا ایمان اور اسلام ہے کہ اس خوفناک زمانہ میں کہ اسلام پر حملوں کی بوچھاڑ ہو رہی ہے۔ امن اور آرام کے ساتھ خواب راحت میں سو رہے ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہفتہ وار اور ماہواری اخباروں اور رسالوں کے علاوہ ہر روز وہ کس قدر دو ورقہ اشتہار اور چھوٹے چھوٹے رسالے تقسیم کرتے ہیں۔ جن کی تعداد پچاس پچاس ہزار اور بعض وقت لاکھوں تک ہوتی ہے۔ اور کئی کئی مرتبہ ان کو شائع کرنے میں کروڑہا روپیہ پانی کی طرح بہا دیا جاتا ہے۔ یہ خوب یاد رکھو کہ پادریوں کے ذہن اور تصور میں ہندو کچھ چیز نہیں ہیں اور نہ دوسرے مذاہب وغیرہ کی ان کو چنداں پرواہ ہے۔ چنانچہ کبھی نہیں سنا ہو گا کہ جس قدر کتابیں اسلام کی تردید میں یہ شائع کرتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں آدھی بھی ہندو مذہب کے خلاف لکھتے ہوں۔ یہ لوگ دوسرے مذاہب سے چنداں غرض نہیں رکھتے۔ اس لیے کہ ان میں بجائے خود کوئی حقانیت اور صداقت کی روح نہیں ہے۔ وہ علیہ میت کی طرح خود مردہ مذاہب ہیں لیکن اسلام جو ایک زندہ مذہب ہے۔ جو حی قیوم خدا کی طرف سے ہے۔ اس کے خلاف یہ سر توڑ کوشش کر کے اسکو بھی مردہ ملت بنانا چاہتے ہیں چنانچہ میں نے ان کے اعتراضوں کو ایک وقت شمار کیا تھا۔ ان کی تعداد تین ہزار تک پہنچ چکی ہے اب تو اس میں اور بھی اضافہ ہوا ہو گا۔

یاد رکھو مفتری انسان وسوسہ میں ڈالتا ہے چونکہ ان میں صدق۔ عفت۔ راستبازی نہیں ہوتی۔ اسلئے جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ امرتسری افغانوں کو پکا یقین ہے کہ یہ لوگ تارک الصلوٰۃ اور شراب پیتے ہیں۔ جب دوسروں کے سامنے اس قسم کے اعتراض کرتے ہیں۔ تو وہ سمجھتے ہیں کہ یہ بزرگ زادہ ہیں کیا جھوٹ بولینگے۔؟ اس وہ وسوسہ میں پڑتے ہیں۔ اور مان لیتے ہیں کہ ہاں سچ یہی ہے۔ اسیطرح یہ لوگ ریشہ دوانیاں کرتے ہیں غرضکہ ایک تو پادری ہیں جو کھلے طور پر اسلام کے خلاف کتابیں لکھتے اور شائع کرتے ہیں دوسرے انگریزی طرز تعلیم اور کتابوں میں بھی پوشیدہ طور پر زہریلا مادہ رکھا ہوا ہے۔ فلسفی اپنے طرز پر اور مورخ اپنے رنگ میں واقعات کو بری صورت میں پیش کر کے اسلام پر حملہ کرتے ہیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اس وقت دو ہی قسم کے حملے ہوتے ہیں۔ ایک پادریوں کے اور دوسرے فلسفیوں کے۔ پس اس وقت اپنے اسلام کو ٹٹولنا چاہیئے

میں پھر اصل کلام کی طرف رجوع کر کے کہتا ہوں کہ قرآن شریف کی قسموں پر جو اعتراض کیا جاتا ہے وہ بھی اسی قسم کا ہے۔ بڑے غور و فکر کے بعد یہ راز ہم پر کھلا ہے کہ قرآن شریف کے جس جس مقام پر کوتاہ اندیشوں نے اعتراض کیئے ہیں۔ اسی مقام پر اعلےٰ درجہ کی صداقتوں اور معارف کا ایک ذخیرہ موجود ہے جس پر ان کو اس وجہ سے اطلاع نہیں ملی کہ وہ حق کے ساتھ عداوت رکھتے اور قرآن شریف کو محض اسلئے پڑھتے ہیں کہ اس پر نکتہ چینی اور اعتراض کریں۔ یاد رکھو قرآن شریف کے دو حصے ہیں بلکہ تین۔ ایک تو وہ حصہ ہے جس کو ادنیٰ درجہ کے لوگ بھی جو امی ہوتے ہیں سمجھ سکتے ہیں۔ اور دوسرا وہ حصہ ہے۔ جو اوسط درجے کے لوگوں پر کھلتا ہے۔ اگرچہ وہ پورے طور پر امی نہیں ہوتے۔ لیکن بہت بڑی استعداد علم کی بھی نہیں رکھتے۔ اور تیسرا حصہ ان لوگوں کے لئے ہے۔ جو اعلےٰ درجہ کے علوم سے بہرہ ور ہیں۔ اور فلاسفر کہلاتے ہیں۔ اور یہ قرآن ہی کا خاصہ ہے۔ کہ وہ تینوں قسم کے آدمیوں کو یکساں تعلیم دیتا ہے۔ ایک ہی بات ہے جو امی اور اوسط درجے کے آدمی اور اعلےٰ درجہ کے فلاسفر کو تعلیم دی جاتی ہے۔ یہ قرآن شریف کا ہی فخر ہے کہ ہر شخص اپنی استعداد اور درجہ کے موافق فیض پاتا ہے

الغرض یہ جو قرآن شریف کی قسم پر اعتراض کیا جاتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ قسم ایک ایسی شے ہے جس کو ایک شاہد کے مفقود ہونے کی بجائے دوسرا شاہد قرار دیا جاتا ہے۔ قانوناً۔ شرعاً۔ عرفاً یہ عام مسلم بات ہے کہ جب گواہ مفقود ہو اور موجود نہ ہو تو صرف قسم پر اکتفا کی جاتی ہے۔ اور وہ قسم گواہی کے قائم مقام ہوتی ہے۔ اسیطرح اللہ تعالیٰ کی سنت قرآن کریم میں اسیطرح پر جاری ہے کہ نظریات کو ثابت کرنے کے واسطے بدیہیات کو بطور شاہد کے پیش کرتا ہے تاکہ نظری امور ثابت ہوں۔

(از الحکم ۱۰؍ جون سنہ ۱۹۰۱ء)

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ قرآن شریف میں یہ طریق اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے کہ نظری امور کے اثبات کے لئے امور بدیہی کو بطور شواہد کے پیش کرتا ہے۔ اور یہ پیش کرنا قسموں کے رنگ میں ہے۔ اس بات کو بھی ہرگز نہ بھولنا چاہیئے کہ اللہ جل شانہ کی قسموں کو انسانی قسموں پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو انسان کو غیر اللہ کی قسم کھانے سے منع کیا تو اس کا سبب یہ ہے کہ انسان جب قسم کھاتا ہے تو اس کا مدعا یہ ہوتا ہے کہ جس چیز کی قسم کھائی ہے اس کو ایک ایسے گواہ رویت کا قائم مقام ٹھیرا دے کہ جو اپنے ذاتی علم سے اس کے بیان کی تصدیق یا تکذیب کر سکتا ہے۔ کیونکہ اگر سوچ کر دیکھا جاوے تو قسم کا اصل مفہوم جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا تھا شہادت ہی ہوتا ہے۔ جب انسان معمولی شاہدوں کے پیش کرنے سے عاجز آ جاتا ہے۔ تو پھر قسم کا محتاج ہوتا ہے تا اس سے وہ فائدہ اٹھاوے۔ جو ایک شاہد رویت کی شہادت سے اٹھانا چاہتا ہے۔ لیکن اب تجویز کرنا یا اعتقاد رکھنا کہ بجز خدا تعالیٰ کے کوئی اور بھی حاضر و ناظر ہے اور تصدیق یا تکذیب یا سزا دہی یا کسی اور امر پر قادر ہے صریح کلمہ کفر ہے اسلئے اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام کتابوں میں انسان کو یہی ہدایت فرمائی ہے کہ غیر اللہ کی ہرگز قسم نہ کھاوے۔

اب اس بیان سے معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کا قسم کھانا کوئی اور رنگ اور شان رکھتا ہے اور غرض اس سے یہی ہے کہ تا صحیفہ قدرت کے بدیہیات کو شریعت کے اسرار دقیقہ کے حل و انکشاف کے لئے بطور شاہد پیش کرے۔ اور چونکہ اس مدعا کو قسم سے ایک مناسبت تھی۔ اور وہ یہ کہ جیسا ایک قسم کھانے والا جب مثلاً خدا تعالیٰ کی قسم کھاتا ہے تو اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے اس واقعہ پر گواہ ہے۔

(باقی آئندہ)

کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اسمیں جمالِ یار کا

آج حضرت شبنم صاحب کی شاعری نثر کی قبا میں جلوہ گر ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو چاند میں جمالِ یار نظر آیا۔ کیونکہ اس میں تاریکی اور روشنی دونوں جمع ہیں۔ اور حق تعالیٰ کے عمل یعنی قادرت کی جھلک ان دونوں میں ظاہر ہے۔ یہ دونوں ایک دوسرے کے روح ہیں۔ حضرت شبنم صاحب نے ایک کو آنکھوں کا جادو اور دوسرے کو دانتوں کی چمک نام دیا ہے۔ کیونکہ محبوب جمالی یعنی مجازی میں یہی دو صفتیں خصوصیات مندرجہ بالا کی نسبت سے جاذبِ توجہ ہوتی ہیں (ایڈیٹر)

اے میرے محبوب۔ اے میرے محبوب کیا تجھے یاد ہے کہ جب تو میرے سامنے آیا پھر میرے سامنے سے اُٹھا تھا تو میرا کیا حال ہوا۔ تیری آنکھوں کا جادو اور تیری دانتوں کی چمک اب تک مجھے یاد ہے

ہاں تو کیا تجھے یاد ہے کہ اُس وقت میرا کیا حال ہوا۔ تو میرے سامنے سے ہٹ گیا تھا اور میں بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا تھا۔ تیری آنکھوں کا جادو اور تیری دانتوں کی چمک اب تک مجھے یاد ہے۔ ہاں تو کیا تو جانتا ہے کہ اس کے بعد میرا کیا حال ہوا؟ کسی نے کہا اسکو مرگی ہو گئی ہے کسی نے کہا کہ نہیں اسکو سانپ سونگھ گیا ہے غرض جتنے منہ اتنی باتیں۔ مگر اے مرے محبوب میرے سوا اور کوئی اس کی وجہ نہیں جانتا تھا۔

اے مرے محبوب کیا تجھے یاد ہے کہ پھر کیا ہوا جب کسی طرح مجھے ہوش میں لایا گیا۔ تو میں دیوانوں کی طرح ایک طرف کو چل پڑا۔ تیری مخلوق میرے پیچھے تیز تیز نگاہوں سے دیکھتی رہی۔ کوئی اس کی وجہ کچھ بتاتا تھا۔ کوئی کچھ۔ لیکن اے مرے محبوب تجھے یاد ہو گا کہ اُس کی وجہ یا تو مجھے معلوم تھی یا تجھے۔

ہاں اس کے بعد میں ایک باغ میں پہنچا۔ بہار مصروفِ آرائش تھی۔ گلوں پر نکھار تھا۔ غنچے چٹک رہے تھے۔ نسیم اٹکھیلیوں میں مشغول تھی۔ کسی نے میری طرف غور کر کے نہیں دیکھا

اے میرے محبوب! کیا تجھے معلوم ہے کہ میں وہاں کس غرض سے گیا تھا۔ تیری آنکھوں کا جادو اور تیرے دانتوں کی چمک اب تک مجھے یاد ہے ہاں تو کیا تو جانتا ہے کہ میں وہاں تیری تلاش کر رہا تھا۔

اے میرے محبوب وہاں بلبلیں چیخ و پکار میں مشغول تھیں۔ فاختوں کو فغاں کا جنوں تھا۔ نرگس کی آنکھیں محوِ حیرت تھیں۔ کسی نے میرے حال پہ غور نہ کیا۔ کیونکہ ہر ایک اپنے حال میں مست تھا۔

اے میرے محبوب میں نے جان لیا۔ کہ تو ان کے سامنے آ کر ہٹ گیا ہے۔ میرے محبوب تیری آنکھوں کا جادو اور تیرے دانتوں کی چمک اب تک مجھے یاد ہے۔

ہاں تو کیا تو جانتا ہے کہ اس کے بعد مجھ پر کیا گذری میرے محبوب میں تیری یاد کو سینہ میں دبائے صحرا کی طرف نکل گیا۔ کیا تجھے یاد ہے کہ میں وہاں کس غرض سے گیا تھا۔ تیری آنکھوں کا جادو اور تیرے دانتوں کی چمک اب تک مجھے یاد ہے۔

اے میرے محبوب وہاں ریت اُڑ رہی تھی۔ آہ ہوئے مست کی روح برق پہ سوار تھی۔ صرصر کے کاندھوں پر طوفان کا راج تھا۔ وہاں مجھے چند لالے کے پھول دکھائی دیئے۔ ان کے جگر سے خون بہہ رہا تھا۔ دور سے کرشن کی بانسری کی فریاد سنائی دی کہ ؎

بشنو از نے چوں حکایت میکند
وز جدائیہا شکایت میکند

مجھے معلوم ہوا کہ یہ تیری ہی آنکھوں کے جادو اور تیرے ہی دانتوں کی چمک کی یاد میں سرمست ہیں۔ اے میرے محبوب تیری آنکھوں کا جادو اور تیرے دانتوں کی چمک اب تک مجھے یاد ہے

ہاں تو کیا تو جانتا ہے کہ پھر مجھ پر کیا گذری۔ میرے محبوب مجھے ایک طرف سے قیس سر پہ خاک اُڑاتا ہوا اور لیلیٰ لیلیٰ کہتا ہوا دکھائی دیا۔ میں نے مناسب نہ سمجھا کہ اس سے حقیقت حال دریافت کروں۔ مگر اے میرے محبوب میں نے جان لیا کہ تو نے ہی اس کے سامنے آ کر اور پھر ہٹ کر اس کو مجنون بنا دیا ہے —

اے میرے محبوب! تیری آنکھوں کا جادو اور تیری دانتوں کی چمک اب تک مجھے یاد ہے

اے میرے محبوب اے میرے محبوب کیا تجھے یاد ہے کہ پھر میں نے کیا کیا؟ مجھے تیری محبت کی قسم کہ پھر میں پہاڑوں کی طرف منہ کر کے روانہ ہوا۔ تیشۂ فرہاد تیری مدح گا رہے تھے اور رو رو کر تیری یاد میں بہے جا رہے تھے۔ برق درخشاں اور صاعقۂ خنداں کے رعب سے موسیٰ زمین پر تڑپ رہے تھے۔ اے میرے محبوب تیری حکومت بادلوں پہ سے ہاتھ بڑھا کر زمین کو جذب کر رہی تھی۔ مگر اے میرے محبوب وہاں بھی میرا حال کسی نے نہ پوچھا۔ کیونکہ جو میرا حال تھا وہی اُن کا تھا۔ تیری آنکھوں کی قسم مجھ سے رہا نہ گیا میں زار زار رونے لگا۔ میری چیخوں کو سن کر فرہاد کچھ میری طرف متوجہ ہوا۔ لیکن خدا جانے یکایک اُس کو کیا یاد آیا کہ تیشہ اٹھا کر زور سے اپنے سر پہ مارا اور "شیریں" کہہ کر تڑپنے لگا۔

اے میرے محبوب تب مجھے معلوم ہوا کہ تو ہی اُس کے سامنے آ کر ہٹ گیا ہے۔ اُس کی یاد کو تازہ رکھنے کے لئے اُس کی جوئے شیر اب تک قصرِ شیریں کو بوسے دیتی ہوئی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی رہتی ہے۔

اے میرے محبوب۔ اے میرے محبوب!! تیری آنکھوں کا جادو اور تیرے دانتوں کی چمک اب تک مجھے یاد ہے۔ اور مجھے دیوانہ بنا کر سبزہ زاروں اور ریگستانوں میں آوارہ رکھتی ہے — رات کو تاریکی کا جادو اور تاروں کی چمک مجھے بے قرار رکھتی ہے۔ ؎

کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمالِ یار کا

(خاکسار شبنم سرحدی)

خالدہ ادیب خانم کو احمدیت کا پیغام

(حضرت قبلہ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کے قلم سے)

بمبئی ۱۳ر مارچ (بذریعہ ڈاک) مشہور عالمہ خالدہ ادیب خانم ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں اپنے تاریخی اور علمی لیکچروں کے بعد کل ۱۲ر مارچ ۱۹۳۵ء کو بمبئی پہنچیں اور کل ۱۴ر مارچ ۱۹۳۵ء کو واپس جا رہی ہیں۔ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر جماعت احمدیہ بمبئی نے اپنے امیر جماعت سیٹھ اسماعیل آدم صاحب کی ہدایت کے موافق احمدیت کا پیغام ان کی منزل گاہ پہ پہنچایا۔ خاکسار عرفانی علیل تھا۔ اس لئے عزیز مکرم حامد بشیر اور چودھری غلام احمد صاحب کو اس مقصد کے لئے مقرر کیا گیا۔ انھوں نے موصوفہ سے مل کر جماعت احمدیہ بمبئی کی طرف سے جماعت کے امیر کے الفاظ میں خوش آمدید کہا اور اظہار افسوس کیا کہ آپ نے ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں کا سفر کیا۔ یہاں تک کہ آپ لاہور تک گئیں۔ لیکن اسوقت دنیا کی سب سے بڑی مذہبی تحریک احمدیت کے مرکز قادیان جانے کا آپ موقعہ نہ نکال سکیں۔ یہی وہ عالمگیر تحریک ہے جس نے روئے زمین پر صداقت اسلام کے اظہار و اشاعت کے لئے تبلیغی مرکز قائم کئے ہیں۔ ہزاروں انسان جس کے ذریعہ احمدیت میں داخل ہو رہے ہیں اور یورپ و امریکہ کے ہر قسم کے معترضین اسلام کے جواب دینے کے لئے یہی جماعت سینہ سپر ہو کر آگے بڑھ رہی ہے۔ اس سلسلہ کے حالات اور کام کا اندازہ آپ کو قادیان جا کر خود دیکھ کر اور حضرت امام جماعت سے مل کر ہوتا بہر حال ہم اپنی طرف سے سلسلہ کا پیغام آپکو پہنچاتے ہیں اور احمدیہ کی کتاب پیش کرتے ہیں جو آپ کے سفر میں دلچسپ مطالعہ کا ذریعہ ہو گی۔ یہ اُس پیغام کا مفہوم ہے۔

محترمہ خانم نے جماعت کا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا کہ میں آپکے لٹریچر کو پڑھ رہی ہوں اور اپنی مصروفیت کے عذر سے سلسلہ کے مرکز میں نہ جانے کا افسوس کیا۔

روئداد ہے جس وقت واپس جا رہے تھے۔ اُن کو بھی پیغام حق پہنچایا گیا اور خالدہ ادیب خانم کو بھی۔ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو کھولے اور انھیں حقیقی اسلام کی خدمت کی توفیق دے۔

میں کیونکر احمدی ہوا؟

حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری کے حالات

(گذشتہ سے پیوستہ)

قادیان سے واپسی

قادیان سے روانہ ہوکر مولوی صاحب قصبہ مرالیوالہ میں اپنے ماموں کے پاس (جو آپکے خسر بھی تھے) پہونچے۔ آپ کے ماموں صاحب نے آپکو اپنا متبنیٰ بنایا ہوا تھا۔ مولوی صاحب نے وہاں پہنچکر دوبارہ احادیث کا مطالعہ شروع کر دیا۔ پھر ان کو قادیان کے حالات اور نظاروں کے مطابق پرکھتے رہے۔ چونکہ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے متعلق یقین ہو چکا تھا۔ اس لئے اب آپنے لوگوں میں یہ بات ظاہر کرنی شروع کر دی۔ کہ جو لوگ حضرت مرزا صاحب قادیانی پر کفر کے فتوے لگاتے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں۔ اور آپ کو جھوٹا کہنے والے تقوے کی راہ سے گرے ہوئے ہیں۔ آپکی یہ باتیں سن کر لوگوں نے کہنا شروع کر دیا۔ کہ یہ بھی مرزائی ہو گیا ہے۔ مگر جب وہ لوگ آپ سے پوچھتے تو آپ ان کو یہی جواب دیتے کہ ابھی تک میں نے بیعت نہیں کی

مولوی صاحب کے امتحان کا وقت

یہ وقت آپکے لئے نہایت ابتلا کا وقت تھا۔ ایک طرف تو آپکے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت مجبور کرتی کہ کھلم کھلا لوگوں میں اعلان کر دیں۔ دوسری طرف آپکو اس دنیا کی دولت اور عزت جو آپ کو اپنے ماموں کے ہاں حاصل تھی۔ اس اعلان سے منع کرتی۔ آپ اپنے ماموں کی ہزاروں روپے کی جائیداد کے مالک قرار دیئے گئے تھے۔ جب آپ کو اس دولت اور عزت کا خیال آتا۔ تو آپکی زبان اس اظہار سے رکتی۔ الغرض آپ عجیب کشمکش میں مبتلا تھے۔ ان دنوں آپکے دل کی عجیب کیفیت تھی۔ دل سے تو مولوی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لا چکے تھے۔ آپ سوچتے تھے کہ اگر میں اس ایمان کو پوشیدہ رکھوں۔ تو اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ غیر احمدی آپ کی باتوں کو سنیں گے اور آپ کا اثر اچھا اثر پڑے گا۔ آخر جب دو تین آدمی احمدی ہو جائیں گے تب آپ اس ایمان اور احمدیت کا اظہار کر دیں گے۔ اسطرح آپکے ماموں کو جو سخت متعصب حنفی تھے بھی سننے کا موقع ملتا رہے گا۔ اور عین ممکن ہے کہ وہ ایمان لے آئیں پھر کبھی آپکے دل میں یہ خیال آتا کہ اگر خدانخواستہ آپ آج ہی فوت ہو گئے۔ حالانکہ آپنے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت نہیں کی۔ تو آپ کا نام مومنین کی فہرست میں نہیں آ سکتا۔ یہ دنیا کی عزت اور دولت تو ایک فانی چیز ہے۔ مرنے کے بعد سب کچھ چھوڑنا پڑے گا۔ آپ کو اس موقعہ پر کمزوری نہیں دکھلانی چاہیئے۔ آپنے سوچا کہ بہتر یہ ہے کہ میں صحابہ کرام کی طرح بھوکا پیاسا رہ کر اور لوگوں کے ہاتھوں دکھ اور تکالیف اٹھا کر ایمان کے ساتھ زندگی بسر کروں۔ اور ایمان کی حالت میں میری وفات ہو تو یہ سب اچھا ہے

حضرت امام غزالیؒ کا واقعہ

الغرض کشمکش و پیچ کا یہ سلسلہ تقریباً تین ماہ تک جاری رہا۔ آپ ہر روز دعاؤں میں مشغول رہتے کہ یا میرے اللہ تو ہی اس بھنور سے نکال۔ اس اثناء میں اللہ تعالیٰ نے مولانا کی دعاؤں کو شرف قبولیت عطا فرمایا۔ اور آپ کی یوں دستگیری فرمائی کہ کسی شخص نے مولوی صاحب کو حضرت امام غزالی کی کتاب **المنقذ من الضلال** مطالعہ کے لئے دی۔ آپنے اس کو پڑھا۔ اس میں حضرت امام غزالی رح نے اپنا واقعہ یوں بیان فرمایا ہے کہ جب آپ پر حق کھلا کہ صوفیائے کرام کا سلسلہ حق پر ہے تو ایک طرف تو ان کا دل صوفیوں کی مجلس میں رہنے کو چاہتا تھا۔ اور دوسری طرف آپ لکھتے ہیں کہ میرا دل اس بات سے ڈرتا تھا کہ اگر میں نے صوفیوں کی مجلس میں بیٹھنا شروع کر دیا تو یہ دنیاوی عزت جو مجھے خلیفہ کے پاس حاصل ہے۔ اور وہ عزت جو تین سو طلباء میں جو میرے پاس پڑھتے ہیں مجھے حاصل ہے وہ جاتی رہے گی۔ آخر چھ سات مہینے بعد اللہ تعالیٰ نے توفیق دی اور میں مدرسہ کا تمام کاروبار چھوڑ کر بیت المقدس میں چلا گیا۔ اور دس سال تک صوفیائے کرام کی مجلس میں رہا۔ اب میں خدا کے بلوانے پر بولتا ہوں۔

الغرض جب آپ نے حضرت امام غزالی رح کا یہ واقعہ پڑھا تو معاً آپ کے دل میں فرشتہ نے بڑی زور کے ساتھ تحریک کی کہ یہ تمام وساوس شیطانی ہیں۔ جو آپ کو ہدایت سے روک رہے ہیں پس آپ نے اپنے دل میں یہ فیصلہ کیا کہ مجھے بھی امام غزالی کی طرح استقلال اور جرأت سے کام لینا چاہیئے۔ اور آپ صبح ہی اپنے ماموں سے یہ کہہ کر کہ آپ بقاپور جا رہے ہیں روانہ ہوئے۔

مولوی صاحب کی اپنے بھائی کے پاس آمد

آپکے بڑے بھائی مولوی محمد اسمٰعیل صاحب جو حضرت قبلہ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کے بڑے گہرے دوست اور صوفی منش آدمی تھے اور ملہم من اللہ بھی تھے اور آپ نے (مولوی صاحب) لڑکپن میں ان ہی کے ساتھ تعلیم پائی تھی۔ اس زمانے میں بقاپور میں رہتے تھے۔ آپنے یہ مناسب سمجھا کہ آپ انکو بھی قادیان لیجائیں اور پھر ان سے اجازت لے کر بیعت کریں۔ تاکہ بعد میں کسی قسم کا مقابلہ نہ ہو۔ کیونکہ آپ جانتے تھے کہ آپ کا بزرگ بھائی باوجود غیر احمدی ہونے کے آپ کو بیعت کرنے سے نہیں روکے گا۔ چنانچہ آپ بقاپور پہونچے مولانا سیدھے اپنی زمین پر اپنے بھائی کو ملنے کے لئے گئے کیونکہ آپ کا یہ بزرگ بھائی باوجود مطول۔ شرح ملا۔ صدرہ۔ وغیرہ کتب علمیہ پڑھنے کے یہی مناسب سمجھتا تھا کہ وہ اپنے ہاتھوں سے اپنی روزی پیدا کرکے اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالے۔ اور ویسے بھی چونکہ مولوی صاحب زمیندار ہیں۔ اور ان کے دو کنوئیں بھی ان کی زمین پر ہیں۔ اسلئے آپ کو بھائی کی ملاقات کے لئے باہر جانا پڑا۔ اور ملاقات کے بعد آپ نے اپنا عندیہ یوں ظاہر کیا کہ میں قادیان سے ہو آیا ہوں۔ اور مجھ پر حضرت مرزا صاحب کی صداقت واضح ہو گئی ہے۔ چونکہ آپ صوفی منش آدمی ہیں اسلئے آپ میرے ہمراہ چلیں۔ اگر وہاں کوئی غلطی ہوئی تو آپ بتلا دیں۔ ورنہ مجھے بیعت کرنے کی اجازت عطا فرمائیں۔ اور آپ کی مرضی بیعت کرنا یا نہ کرنا۔

آپ کے بھائی مولوی اسمٰعیل صاحب یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور آپ کو کہنے لگے کہ میاں محبوب عالم (یہ آپکے چھوٹے بھائی ہیں) نہر پر گیا ہوا ہے۔ اگر وہ آیا ہوتا تو میں اس کو یہاں چھوڑ کر تیرے ساتھ جاتا۔ اب تم واپس چلے جاؤ دس پندرہ دن تک جب وہ آ جائے گا۔ تو میں تمھیں بلا لونگا۔ پھر دونوں بھائی قادیان جا کر تیرے مرزا کو دیکھیں گے۔

اس گفتگو کو ابھی تھوڑی ہی دیر گذری ہوگی کہ آپ کے بھائی صاحب نے آپ سے کہا کہ تیرا مرزا سچا معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ محبوب عالم آ رہا ہے۔ اب ہم صبح ہی چلینگے۔

محبوب عالم نے آ کر بیان کیا کہ میں نے دس پندرہ روز میں آنا تھا۔ لیکن کل رات میرے دل میں زبردست تحریک پیدا ہوئی کہ ابھی بقاپور جانا چاہیئے میں یہ سمجھ کر کوئی اہم واقعہ رونما ہوا ہے صبح ہی ادھر روانہ ہو گیا۔

مولوی صاحب کی قادیان کیطرف روانگی اور راستہ کے حالات

الغرض یہ دونوں بھائی اپنے چھوٹے بھائی کو زمین کی حفاظت اور دیکھ بھال کے لئے بقاپور چھوڑ کر خود قادیان کی طرف روانہ ہوئے۔ پیدل چلتے چلتے جب آپ فتح گڑھ چوڑیاں کے پاس سے گذرنے لگے۔ تو دونوں نے فیصلہ کیا کہ وہ رات بٹالہ میں گذاریں۔ اسی اثناء میں ایک مسلمان مسافر بھی ان کے پاس سے گذرا جس سے انھوں نے بٹالہ کا راستہ دریافت کیا اس شخص نے پوچھا کہ آپ لوگوں نے کہاں جانا ہے تو مولوی صاحب نے جواب دیا کہ ہم نے بٹالہ سے قادیان جانا ہے۔ قادیان کا لفظ سن کر بجائے اس کے وہ آپ کو بٹالہ کا راستہ بتا دیتا۔ اس نے دونوں کو

بے نقط ماں بہن کی فحش گالیاں دینی شروع کردیں جس کو سُن کر مولانا اور آپکے بھائی دونوں ہکا بکا رہ گئے۔ وہ شخص لوگوں کو مخاطب کرکے کہنے لگا کہ دیکھو ان کی لمبی لمبی متشرع ڈاڑھیاں ہیں کیسے شریف اور بھلے مانس معلوم ہوتے ہیں اتنا کہہ کر وہ پھر تبرے سنانے لگا

دونوں بھائی یہ ماجرا دیکھ کر وہاں سے چل پڑے۔ جب زنخ گڑھ چوڑیاں کے دوسری طرف پہونچے تو مولوی محمد اسماعیل صاحب نے کہا " ابراہیم! اب ہم کسی مسلمان سے راستہ نہیں پوچھیں گے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ

مرزا صاحب سچے ہیں۔

کیونکہ صادق لوگوں کی اس طرح مخالفت ہوتی ہے۔

اس کے بعد یہ دونوں بھائی بٹالہ پہونچے اور وہاں کسی پر یہ ظاہر نہ کیا کہ ہم قادیان جا رہے ہیں رات منڈی سے باہر جو مسجد ہے اس میں بسر کی اور صبح کو اُٹھ کر دونوں بازار میں آئے اور ایک ہندو سے قادیان کا راستہ پوچھ کر قادیان کی طرف چل پڑے اور ماہ فروری ۱۹۰۵ء میں کوئی دس گیارہ بجے قادیان دارالامان پہونچے۔

قادیان میں آمد

قادیان آتے ہی مولوی صاحب اپنے بھائی صاحب کو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے درس میں لے گئے چونکہ مولوی صاحب آپکے واقف ہو چکے تھے۔ اسلئے مولوی محمد اسماعیل صاحب پر بھی آپ توجہ فرمانے لگے۔ پھر مولانا وہاں سے اُٹھ کر لنگر خانہ آ گئے۔ اور اپنے بھائی کو کھانا کھلایا۔ کھانے سے فارغ ہوکر مولوی صاحب نے اپنے بھائی سے عرض کیا کہ آئیے میں آپکو آپ کے دیرینہ دوست سے ملاقات کرا لاؤں چنانچہ وہ آپ کو قبلہ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کے پاس لائے۔ عرفانی صاحب نہایت خوش ہوئے اور بڑے تپاک سے ملے۔ ظہر کے وقت یہ دونوں بھائی مسجد مبارک میں گئے۔ اور حضرت مولانا عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ نماز کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے مصافحہ کیا۔ حضور علیہ السلام نے مولوی صاحب کو دیکھتے ہی فرمایا:۔ مولوی صاحب کتنے دن رہوگے؟ مولانا نے عرض کیا جتنے دن حضور ارشاد فرمائیں۔ حضرت اقدس نے فرمایا تین چار دن ٹھیرو۔ اس کے بعد مولوی صاحب نے اپنے کچھ شبہات اور شکوک حضرت اقدس کے حضور پیش کئے جن کا حضور علیہ السلام نے مفصل جواب فرمایا۔ اور جن کو محترم قبلہ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے اسی وقت قلمبند کرلیا۔ اور اپنے اخبار الحکم میں شائع کیا اور بعد میں اپنی کتاب حقیقت نماز میں " ایک سائل اور حضرت اقدس" کے عنوان کے ماتحت جہاں دعاؤں کا ذکر ہے شائع فرمایا۔

بیعت کی اجازت

حضرت اقدس قریباً ایک گھنٹہ کے بعد اندر تشریف لیگئے اور مولوی صاحب نے اپنے بھائی سے حضرت اقدس کی صداقت کا ذکر کرنا شروع کردیا۔ آپکے بھائی نے کہا کہ اتنی جلدی نہ کرو۔ جب دوسرا دن ہوا تو آپ کے یاد دلانے پر آپکے بھائی نے کہا کہ آج بھی ٹھیر جاؤ۔ اور مجھے اچھی طرح توجہ کر لینے دو تیسرے روز مولوی محمد اسماعیل صاحب نے مولوی صاحب سے کہا " یہ سلسلہ تو سچا معلوم ہوتا ہے آپ بیشک بیعت کریں میں راضی ہوں" تب پھر مولانا بقاپوری صاحب نے عرض کیا۔ کہ مسیح موعود اور امام مہدی کی حیثیت تو آپ پر واضح ہے آپ بھی میرے ساتھ بیعت کریں۔ یہ سُن کر آپکے بھائی نے جواب دیا کہ "تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ میں تمہیں بیعت کرنے کے لیے مجبور نہیں کرونگا۔ اسلئے تم مجھے کچھ نہ کہو میں اپنے گاؤں لوگوں کے دریافت کرنے پر کہدونگا کہ میں نے بیعت نہیں کی۔ مولوی ابراہیم نے بیعت کرلی ہے۔ اور دوسرے دن بیعت کا کارڈ لکھ دونگا۔ تاکہ لوگوں میں شور بھی نہ پڑے۔ اور مجھے جھوٹ بھی نہ بولنا پڑے" مولانا نے جواب دیا کہ میں تو اب شور سے ڈرتا نہیں اب جو کچھ ہو سو ہو۔

مولانا بقاپوری کا بیعت کرنا

جس روز مولانا بقاپوری نے بیعت کا ارادہ کیا۔ اس روز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلاب لیا ہوا تھا۔ حضرت اقدس کی بیمار پرسی کے لئے خواجہ کمال الدین صاحب حضرت مولانا عبدالکریم صاحب۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ اور دو ایک اور اصحاب بیت الذکر میں حاضر تھے۔ جب حضرت اقدس کی خدمت میں مولانا بقاپوری صاحب کی اطلاع پہنچی۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا انکو اندر آنے کی اجازت دے دو۔ چنانچہ حضرت حامد علی صاحب رضی اللہ عنہ آپ کو اندر لے گئے تو آپ اندر جاکر نیچے بیٹھنے لگے۔ کیونکہ تمام کرسیاں اور موڑھے رُکے ہوئے تھے۔ مولوی صاحب کا مطلب معلوم کرکے حضرت اقدس نے فرمایا:۔ نہیں نہیں آپ میرے پاس چارپائی پر بیٹھیں۔ اس حکم پر مولوی صاحب حضرت اقدس کے پاس بیٹھ گئے۔ اور عرض کی "حضور مجھ پر آپکی صداقت واضح ہوگئی اور انشراح صدر ہوگیا ہے۔ میں اب بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا آپ اپنے پاؤں اوپر کرلیں اور جس طرح میں بیٹھا ہوں اسی طرح میری طرف منہ کرکے بیٹھ جائیں" چنانچہ آپ نے اسی طرح پیر اوپر کرلیے۔ حضور نے ہاتھ بڑھایا اور آپ کی بیعت قبول فرمائی۔ اور اسوقت جو دوست وہاں موجود تھے ان میں حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول اور مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم بھی شامل تھے۔ سب نے دعا کے واسطے ہاتھ اُٹھائے۔ دعا کے بعد حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا مولوی صاحب مبارک ہو آپکو اسطرح بیعت کرنا۔

بیعت کے بعد مولانا بقاپوری صاحب نے عرض کیا کہ حضور میرا تعلق مولوی عبدالجبار۔ حافظ عبدالمنان وزیرآبادی مولوی علاء الدین گوجرانوالی اور مولوی محمد علی بوپڑی والے سے ہے اب وہ مقابلہ کرینگے اسلئے حضور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری مدد فرماوے۔ آپنے فرمایا مولوی صاحب! ان کو کہدینا کہ میں نے حق پالیا ہے اور خدا تعالیٰ کے حضور دعا کرنے کے بعد ان سے گفتگو کرنا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد کرے گا۔ اور آپ کو غلبہ دے گا اس کے بعد مولوی بقاپوری صاحب نے واپس جانے کی اجازت چاہی حضرت اقدس نے اجازت عطا فرمائی مولوی صاحب باہر چلے آئے آپکے بھائی نے حضور سے مصافحہ کیا اور آ گئے۔

قادیان سے روانگی

دوسرے روز مولوی صاحب نے روانہ ہونا تھا۔ روانگی کے وقت آپ کے دیرینہ دوست حضرت قبلہ شیخ عرفانی صاحب نے آپ کی بیعت پر بہت خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ اور اس خوشی میں چند کتابیں بھی مولانا کو عطا فرمائیں۔ جن کی خوشی کو مولانا اب تک ویسے ہی محسوس کرتے ہیں جیسے کہ اس دن۔

یہاں سے روانگی کے بعد مولانا قصبہ مراسیوالہ میں پہنچے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی غیرت جوش میں آئی اور آپ کے اس بزرگ بھائی کو پھر اقدس کی زندگی میں بیعت کی توفیق نہ ملی۔ اور وہ خلافت اولیٰ میں وہ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ جس کا مختصر واقعہ خلافت اولیٰ کے تذکرے میں انشاء اللہ تعالیٰ آئے گا

(باقی)

THE STAR HOSIERY WORKS LTD. QADIAN.
قومی تجارت کو فروغ
دینے کے لیے
دی سٹار ہوزری ورکس لمٹیڈ کے حصص خرید فرمائیں قیمت فی حصہ دس روپے ہے
جو مندرجہ ذیل طریق پر قابل ادا ہیں:۔
درخواست کے ہمراہ مبلغ دو روپے فی حصہ
تخصیص حصص ″ تین روپے
مطالبہ اول ″ دو روپے ۳ آنے
مطالبہ ثانی ″ ″ ″ (ان ہر دو مطالبوں میں کم از کم تین ماہ کا دفعہ ہوگا۔)
مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے دفتر سے خط و کتابت فرمائیں
خادم جنرل منیجر دی سٹار ہوزری ورکس لمٹیڈ قادیان

احباب سے ایک درخواست

الحکم کے قدیم سرپرستوں کو (جو اب تک خدا کے فضل سے زندہ ہیں) الحکم کا پرچہ ارسالی ہے۔ اور مجھے ہر گونہ یقین ہے کہ وہ اس کی سرپرستی میں اپنی مسرت یقین کریں گے۔ اگر وہ کسی وجہ سے خریدار نہ رہنا چاہیں تو اطلاع دے کر ممنون فرمائیں ایسا ہی جن دوسرے احباب کی خدمت میں بغرض تحریک خریداری پرچہ بھیجا جائے۔ اگر وہ خریدار نہ ہونا چاہیں۔ تو بواپسی ڈاک اطلاع دیں۔ الحکم کے اس دور میں میں چاہتا ہوں کہ بقایا کا کوئی حساب نہ رہے۔

میں جذبات آفریں الفاظ میں کوئی اپیل نہیں کرتا۔ صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ الحکم کے احیاء و بقا کی تحریک میں حصہ لینا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بازو کو قائم رکھنے کے ثواب اور سعادت سے بہرہ اندوز ہونا ہے (خاکسار عرفانی)

۲۶؍ مئی سنہ ۱۹۳۵ء کو اخبار "الحکم" کا

مسیح موعود نمبر

شائع ہوگا

۲۶؍ مئی کی تاریخ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں ایک یوم انقلاب ہے جبکہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ نبی نے خدا کی وحی کے مطابق رفع الی اللہ کا مقام پایا۔ ایسی عظیم الشان ہستیوں کی زندگی کے ایسے انقلابی ایام ان کی جماعتوں اور سلسلوں میں زندگی اور کامیابیوں کی روح پیدا کردیا کرتے ہیں۔ اس مقصد کو مدنظر رکھ کر میں الحکم کا مسیح موعود نمبر شائع کرنا چاہتا ہوں بشرطیکہ ۵ ہزار کاپیوں کی اشاعت کا انتظام قبل از وقت ہو جائے اسکے لیے میں

پچاس محبان مسیح موعود علیہ السلام کو پکارتا ہوں

کہ وہ ایک ایک سو کاپی لے کر تقسیم کریں۔ اس میں اول سے آخر تک حضرت **مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت۔ صداقت اور کارناموں کا ذکر ہوگا** سو کاپی کے خریدار کو ساڑھے بارہ روپے فی سیکڑہ کے حساب سے دیا جائے گا۔ اور ایک کاپی کی قیمت چار آنہ ہوگی۔ میں امید کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخلص اور فدائی خدام جلد سے جلد اپنے نام دینگے جو اس نمبر کی اشاعت کا موجب ہوسکے

حیاتِ احمد

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سوانح حیات کو خاکسار شائع کر رہا ہے اس سلسلہ میں حضور کی چالیس سالہ زندگی کے حالات پہلے شائع ہو چکے ہیں اب آپ کی زندگی کے دوسرے دور یعنی سنہ ۱۸۷۹ء سے سنہ ۱۸۸۹ء تک کے حالات شائع ہو رہے ہیں۔ چونکہ تالیف ضخیم ہوگی اسلئے تھوڑے تھوڑے حصص میں شائع ہو رہی ہے۔ جس کا پہلا نمبر گذشتہ سال شائع ہوا تھا اب دوسرا نمبر جس میں سنہ ۱۸۸۳ء تک کے حالات ہیں شائع ہو گیا ہے۔ حسب معمول اسکی قیمت بھی ایک روپیہ ہے۔ اگر احباب چاہتے ہیں کہ جلد یہ تالیف مکمل ہو جائے تو اس کے لئے کم از کم ۵۰۰ خریدار ... ہو جاویں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے فرمایا تھا کہ "ہر احمدی کے گھر میں ہونی چاہیئے"

ملنے کا پتہ
الحکم بکڈپو قادیان

مکتوباتِ احمدیہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکتوبات کی اب پانچویں جلد شائع ہوگئی ہے۔ جو آپ نے اپنے مخلص احباب اور خدام کو لکھے۔ پہلے نمبر میں حضرت سیٹھ عبدالرحمان صاحب رضی اللہ عنہ کے نام مکتوبات ہیں۔ اور دوسرے نمبر میں حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ عنہ کے نام مکتوبات ہیں۔ تیسرے نمبر میں چودھری رستم علی خاں رضی اللہ عنہ کے نام اور چوتھے نمبر میں حضرت نواب محمد علی خان صاحب قبلہ سلمہ اللہ تعالیٰ کے نام مکتوبات ہیں اسی طرح یہ سلسلہ جاری رہے گا جب تک مکتوبات کا ذخیرہ ختم نہ ہو جائے اس سلسلہ کی ہر نمبر کی قیمت سردست ایک روپیہ ہے۔ لیکن جب خریداروں کی تعداد ایک ہزار پہنچ جائے گی تو قیمت نصف کر دی جائے گی۔ تھوڑی جلدیں طبع ہوتی ہیں احباب جلد منگوالیں۔

ملنے کا پتہ
الحکم بکڈپو قادیان

اگر

پانچہزار کاپی نہ ہوسکی تو میں نہایت افسوس کے ساتھ اس کی اشاعت کو ملتوی کر دوں گا۔ اسلئے

۱۵؍ اپریل سنہ ۱۹۳۵ء تک اس تعداد کو پورا کر دیا جائے

میں کام کرنا چاہتا ہوں بشرطیکہ آپ میرے ساتھ تعاون کریں۔ خدا آپ کا حافظ و ناصر ہو

خاکسار:۔ عرفانی

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر اخبار الحکم واقع تراب منزل قادیان سے شائع ہوا)